

بازگردد و زنی ذکر کند و اشک درونی و کلماتی که در این

پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میری ناشکری نہ کرو

افادات

مجلس ذکر پنجم

از

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہم العالی

امیر انجمن خدام الدین دروازہ شیر نوالہ لاہور

المشیع سلسلہ قادریہ راشدیہ دروازہ شیر نوالہ لاہور

تعداد ۱۲۵۵

بار اول

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	اصلاح حال کی علامتیں	۲	۹	بہشتیوں کی ایک علامت	۹
۲	دنیا کے غلوں سے بچنا چھٹرا لیکھ	۱۹	۱۰	انسان کا ایمان ہمیشہ خطرہ میں ہے۔ جب تک لحد قبر میں داخل نہ ہو جائے	۱۰
۳	کامل کی صحبت کے بغیر اصلاح حال ناممکن ہے	۳۰	۱۱	ایمان کامل کی علامت	۱۱
۴	بعض بیماریاں مرنے سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اور بعض مرنے کے بعد بھی ساتھ جاتی ہیں	۶۲	۱۲	تلقین محاسبہ	۱۲
۵	ریا اور سمہ	۵۱	۱۳	قرآن مجید سے مستفید ہونے کے لئے خوفِ خدا کی ضرورت ہے۔	۱۳
۶	انسان کی اصلاح اصلاح قلب پر موقوف ہے	۶۱	۱۴	صحت جسمانی کی طرح صحت روحانی کا بگڑنا اور سنبھلنا مرنے دم تک رہتا ہے	۱۴
۷	مسلمانوں کو صحت جسمانی کے علاوہ صحت روحانی کی بھی ضرورت ہے۔	۷۷	۱۵	امراض روحانی کا علاج	۱۵
۸	جب تک باطن کی اصلاح نہ ہو اس وقت تک صحت شرعیہ پر عمل نہیں ہو سکتا	۸۰			

(پنجاب پریس وٹن بلڈنگ سرکلر روڈ لاہور)

ضروری عرضداشت

اللہ تعالیٰ نے جن اپنے بندوں کی خدمت بسلسلہ عالیہ قادریہ
 راشدیہ میرے ذمہ لگائی ہوئی ہے۔ وہ جمعہ کی رات کو میرے
 پاس تشریف لاتے ہیں انہیں بعد از نماز مغرب سلسلہ عالیہ
 قادریہ راشدیہ کے طریقہ پر ذکر چہر گراتا ہوں۔ اس کے بعد
 ان کی روحانی اصلاح کے پیش نظر کتاب و سنت کی روشنی میں
 کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ یہ مجلس ذکر کمالاتی ہے مجلس ذکر
 میں جو کچھ اللہ تعالیٰ نے کہلوا یا ہے۔ وہ افادہ عام کے لئے
 کتابی صورت میں مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔
 اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ اور اس چیز کو مسلمانوں کی ہدایت
 اور میری نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا اللہ العالمین
 احقر الانام احمد علی عفی عنہ

2113162 Hindi Seminar - Cultural Conference, Dera Ishtiaq, Dera Ishtiaq

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۲ ربیع الاول ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۱۹۵۶ء

اصلاحِ حال کی علامتیں

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ جن احباب کی خدمت
مجھ گنہگار کے ذمہ عائد کر دی گئی ہے۔ ان کی اصلاح
باطن کے لئے کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ اس کا یہ مرکز
مطلب نہیں ہوتا کہ میں پاکباز ہوں آپ گنہگار ہیں۔
آپ کو اصلاحِ باطن کی ضرورت ہے۔ اور مجھے نہیں
ہے۔ میں اپنے آپ کو آپ سے زیادہ گنہگار سمجھتا ہوں
اور مجھے آپ سے زیادہ اصلاحِ باطن کی ضرورت ہے
یہ میرا حال ہے۔ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس پر مجھے
قائم رکھے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ میں اکثر یہ فقرہ کہا
کرتا ہوں اوصی نفسی اولاً وایاکم بعداً رہیں پہلے
اپنے نفس کو وصیت کرتا ہوں اور آپ کو بعد میں (جو

اللہ تعالیٰ مجھ سے کہلوا رہے ہیں۔ ان کی پابندی میرے لئے بھی فرض ہے۔ بیعت کے وقت آج کل میں عہد لیا کرتا ہوں۔۔ کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جو حکم آپ بتلائیں گے۔ اس کی میں پابندی کروں گا۔ جنہوں نے بیعت کی ہوئی ہے۔ ان کی خدمت میرے ذمہ فرض ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ جو میں عرض کروں اس کو گوش ہوش سے سنیں۔ لوح دل پر لکھ کر لے جائیں اور عمل میں لائیں

اس سے پہلے کسی مجلس ذکر میں میں عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ اصلاح قال۔ ۲۔ اصلاح حال

دیہاتیوں کی تو اصلاح قال بھی نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اس کی خود شہادت دیتے ہیں۔

الْأَعْرَابُ أَشَدُّ كُفْرًا
وَرِنْفَاقًا وَاجْدَارًا
يَعْلَمُونَ حَدُودَ مَا نَزَلَ

ترجمہ گنوار کفر اور نفاق میں بہت سخت ہیں۔ اور اس قابل ہیں کہ جو احکام اللہ نے اپنے رسول

اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۖ آيَةٌ
 (سورہ التوبہ رکوع ۱۲ آیت ۱۲)
 پر نازل فرمائے ہیں۔ ان سے واقف نہ ہوں۔

اشد اسم تفضیل مذکر کا صیغہ ہے۔ گویا کفر اور نفاق کا
 اس سے آگے کوئی درجہ نہیں۔ دیہاتی بظاہر سیدھے ساوھے
 ہوتے ہیں لیکن اندر سے کھوٹے ہوتے ہیں۔ جیسے فارسی میں
 کسی نے کہا ہے۔

ع۔ دیوانہ بکار خود ہوشیار۔ اپنی مطلب براری میں بڑے
 پکے ہوتے ہیں۔ جاٹوں کی لڑائیوں کا آپ کو علم ہی ہے
 وہ ذرا سی بات پر سردھڑکی بازی لگا دیتے ہیں
 پانی اور کھیتوں کی حدوں پر قتل تک نوبت پہنچ جاتی
 ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ ان کے ماں کاٹل بہت
 کم ہوتے ہیں۔ ان کے ماں نہ دین کا علم اور نہ عمل
 ہوتا ہے۔ عام طور پر ان کے آئمہ مساجد سوائے نماز
 جنازہ پڑھانے اور امامت کرنے کے اور کچھ نہیں جانتے۔
 ان کے دین سے جہالت کی شدتوں بھی شہادت
 دیتے ہیں۔ اَجْدَرُ اَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا اَنْزَلَ
 اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۖ اَجْدَرُ بِهِيَ اسْم تفضیل مذکر کا صیغہ

ہے۔ ان کی جہالت کی بھی کوئی حد نہیں۔ ان کی تو اصلاح قال بھی نہیں ہوتی ان کو بولنے کی بھی تمیز نہیں ہوتی۔ کسی کا ذکر بعد میں کریں گے۔ پہلے اس کو ماں بہن کی مغلط گالی دیں گے۔ اپنے بڑے لڑکے مولوی حبیب اللہ کی شادی کا ذکر میں کسی مجلس ذکر میں کر چکا ہوں کہ اس نے دیہات کے کئی رشتے اس لئے رو کر دئے۔ کہ اکثر دیہاتی لڑکیوں کو بولنے کی بھی تمیز نہیں ہوتی۔ امیر امان اللہ خاں کے استاد نے کسی دوسرے شخص کے ذریعہ اپنی نواسی کا رشتہ پیش کیا۔ وہ امیر تھے۔ میں نے اپنے آپ کو غریب سمجھ کر وہ رشتہ بھی چھوڑ دیا۔ اس میں بھی کوئی حکمت تھی۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتا۔ تو یہ سعادت نصیب نہ ہوتی۔ نہ رن نہ کن (پنجابی) اس لئے مدینہ منورہ جا بیٹھا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا۔ الاما شاء اللہ اکثر دیہاتیوں کی نہ اصلاح قال ہوتی ہے۔ نہ اصلاح حال۔

اب آئیے تعلیم یافتہ کی طرف پچھلی دفعہ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ تعلیم کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ تعلیم قدیم۔

۲۔ تعلیم جدید۔ تعلیم قدیم کے تعلیم یافتہ مدارس غربیہ کے فارغ التحصیل علمائے کرام ہیں۔ اور تعلیم جدید کے فارغ بی اے۔ ایم اے ہیں۔ ان دونوں کی اصلاح قال تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال ان کی بھی نہیں ہوتی۔ بی اے۔ ایم اے کو تو امراض روحانی کا پتہ بھی نہیں ہوتا جیسے رات کو خیبرمیل میں مسافر راوی۔ چناب۔ جہلم اور انک سب کو عبور کر جاتا ہے۔ اور پتہ بھی نہیں چلتا اسی طرح علمائے کرام ان سے عبور کر جاتے ہیں۔ قرآن میں ان امراض کا ذکر آتا ہے۔ اور وہ دوران تعلیم میں قرآن سے عبور کر جاتے ہیں۔ دنیا میں اصلاح حال نہ ہوئی۔ تو اللہ تعالیٰ کے ہاں امراض روحانی کے لئے ایک ہی ہسپتال ہے جس کا نام دوزخ ہے۔ اگر عالم روحانی مریض ہے۔ تو اس کو بھی اس میں رکھا جائے گا۔ بی اے روحانی مرض میں مبتلا ہے۔ تو وہ بھی اسی میں داخل ہوگا۔ جیسے یہاں عالم اور بی اے جہانی مرض میں مبتلا ہوں۔ تو ان کو بھی میو ہسپتال میں داخل ہونا پڑے گا۔ اور جاہل کو بھی۔

میں پچھلی دفعہ روحانی بیماریاں بھی گنوا چکا ہوں -
 حسد - کبر - عجب چند موٹی موٹی روحانی بیماریاں ہیں۔ حسد
 کبر جیسے بی اسے میں ہوتا ہے۔ اسی طرح علماء میں بھی
 ہوتا ہے۔ اِلَّا مَا شَاءَ اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 فرماتے ہیں۔ کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی کبر ہوگا
 وہ جنت میں نہ جائے گا۔ صحابہ کرام کے سوال پر آپ
 نے کبر کی یہ تعریف فرمائی۔ بطر الحق وخدمة الناس
 ریحی کا انکار کرنا اور لوگوں کو ذلیل سمجھنا جس طرح
 انگریزی دان کہہ دیتے ہیں۔ کہ مولویوں کو کیا آتا ہے۔
 اسی طرح مولویوں کو بھی اپنے علم پر ناز ہوتا ہے۔
 اسلام کہتا ہے۔

دو رنگی چھوڑ دجسے یکساں رنگ ہو جا

سراسر موسم ہو یا شگ ہو جا

سر کے بالوں میں بھی اسلام دو رنگی سے منع کرتا ہے

اسلام کہتا ہے۔ کہ بال آگے پیچھے اور درمیان سے برابر

ہوں۔ یا سارے کٹے ہوں۔ یا سارے بڑھے ہوئے ہوں

ایک انگریزی فیشن کے بالوں والا کرزن فیشن نوجوان جب

میرے پاس آتا ہے۔ جو فقط نماز جمعہ پڑھتا ہے۔ تو
 میں نفس سے یہ کہتا ہوں۔ کہ تجھ سے تو یہی اچھا ہے
 میرا یہ حال ہے۔ اللہ تعالیٰ میرے دونوں مربیوں کی
 تقیروں پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ انہوں نے ہستی
 فنا کر دی ہے۔

حضرت دین پوریؒ میری بیعت کے بعد ۴۰ سال زندہ
 رہے۔ ان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبدالہادی جو
 اب گدی نشین ہیں۔ میری بیعت کے ۹ سال بعد پیدا
 ہوئے تھے۔ حضرت دین پوریؒ کی نظیر پنجاب اور سندھ
 میں نہ تبا تھی اور نہ اب ہے۔ میں نفس سے
 کہتا ہوں۔ کہ ایسے کامل نے ۴۰ سال تک تیرے قلب
 پر نظر کی۔ پھر گناہ کے خیالات آتے ہیں۔ اور کبھی
 کر بھی بیٹھتا ہے۔ اس نوجوان کے قلب پر تو کسی
 کی نظر ہی نہیں اس کا کیا تصور ہے؟ یہ ہے۔ ع
 صدقے میں تیرے ساتی مشکل آسان کر دے
 ہستی میری سزا دے خاک بے جان کر دے
 مدارس عربیہ میں علمائے کرام منطق کی تقریباً ۱۲ کتابیں

پڑھ کر آتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو مشفق کے فاضل
 ہیں۔ اور باقی سب جاہل عالم ہونے کے لحاظ سے ہم اعلیٰ
 ہیں اور باقی سب ادنیٰ اسی کا نام کبر ہے۔ کامل کی
 صحبت نصیب ہو جائے تو وہ ہستی مسل کر دکھ دیتے
 ہیں۔ کامل کی صحبت کے متعلق کسی نے کہا ہے۔ ع
 یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ طاعت پر ریاء

یعنی اولیاء اللہ کی صحبت میں ایک گھنٹہ ریاء سے
 جو روحانی فائدہ ہوتا ہے۔ وہ سو سال کی ریاء سے
 پاک عبادت سے زیادہ ہے۔ بعض اوقات میں اپنے
 متعلق سوچتا ہوں۔ تو اپنے آپ کو اس شعر کا مصداق
 پاتا ہوں ع

نہ گلم نہ برگ سبزم نہ درخت سایہ دارم
 بچیرتم کہ وہتساں بچہ کار کشت مارا
 حمد یہ ہے کہ اسے اللہ تو نے فلاں شخص کو فلاں
 نعمت کیوں دی اس سے چمن جاسے اور مجھے مل جاسے
 یہ حرام ہے۔ اس کے مقابلہ میں غیبی ہے جس کو قاری

میں رشک اور پھجائی ہیں ریس کہتے ہیں۔ یہ جائز ہے۔
 عجب یہ ہے۔ اسے اللہ تیرے شہزادے ہیں کس چیز کی کمی
 ہے۔ تو نے فلاں شخص کو فلاں نعمت عطا فرمائی ہے۔
 مجھے بھی دیدے۔ اس کی بھی مجال رہے۔

جب تک کسی کامل کی صحبت میں ہستی فنا نہ ہو۔ یہ باتیں
 سمجھ میں نہیں آتیں۔ کامل کی صحبت میں جانے کے بعد
 ایک جید عالم پر یہ حال غالب ہو جاتا ہے۔ ممکن ہے
 کہ میں باوجود اس قابلیت علمی کے بارگاہ الہی میں اتنا
 مقبول نہ ہوں۔ جتنا کہ جاہل اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار
 اور پرہیزگار بندہ ہے۔ جب یہ حال ہو جائے تو کبر پاس
 بھی نہیں بھٹکتا۔ کامل سے فیض حاصل کرنے کے لئے عقیدت
 ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے۔ یہ چیزیں عقل میں
 نہیں آتیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو۔ تو کامل کی
 صحبت میں یہ چیزیں حال میں جاتی ہیں۔

دواؤں قسم کی تعلیم سے راستہ حضرت کی اصلاح قال
 تو ہو جاتی ہے۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوتی۔ جب تک کسی
 کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ کامل کی صحبت میں جاہلوں

کی بھی اصلاح ہو جاتی ہے۔ حضرت امرونی رحمۃ اللہ علیہ
 کے حضور میں ایسا دفعہ بیٹھا ہوا تھا مجھے وہ جگہ۔
 وقت اور واقعہ اب تک یاد ہے۔ حضرت کے لنگر میں
 کچھ کھجوروں کے درخت تھے۔ وہاں دارالحفاظ میں بچے
 بھی پڑھتے تھے۔ بچے جب چھٹی ہوتی تو کچی کھجوریں توڑ
 کر کھانے لگتے۔ ایک شخص نے میرے سامنے شکایت کی
 کہ حضرت مدرسہ کے بچے جب چھٹی ہو تو کچی کھجوریں
 توڑتے ہیں۔ حضرت کا مزاج جلالی تھا۔ حاجی اللہ وریا
 سے جو ان کا ایک خادم تھا۔ فرمایا۔ اللہ وریا ان
 بد معاشوں کو پاڑ کر لاؤ۔ تو میں ان کو سزا دوں حاجی
 اللہ وریا بے ساختہ عرض کرتا ہے۔ کہ حضرت! سب سے
 بڑا بد معاش تو میں ہوں۔ اس نے حضرت کی طبیعت کا
 رخ پھیر دیا۔ اور آپ خاموش ہو گئے۔ وہ بالکل ان پڑھ
 تھا کامل کی صحبت میں اس کی اصلاح ہو چکی تھی۔ وہ
 حضرت کا ۲۴ گھنٹے کا بے دام غلام تھا۔ وہ حاجی مستند
 اور متوکل علی اللہ تھا۔ حضرت جب چاہیں اس کو کپڑا
 دے دیں۔

حضرت کی نظیر پشاور سے کراچی تک نہ تب تھی نہ
 ایسا ہے۔ آپ عالم بھی تھے۔ انہوں نے قرآن مجید کا
 سندھی ترجمہ کیا ہے۔ اس کے ٹائٹل بیچ پر میں نے
 ان کو قطب الاقطاب لکھا ہے۔ میں نے یہ عقیدتاً
 نہیں لکھا۔ بلکہ اس کے لئے میرے پاس دلائل ہیں لیکن
 وہ جب کبھی خاص بات فرماتے تو فرماتے ان گنہگار آنکھوں
 نے یہ دیکھا تھا۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ جمال
 کے مظہر اتم تھے وہ کچھ نہیں فرماتے تھے۔ ایک دفعہ
 وہ لاہور تشریف لائے تو میں ان کو سیر کرانے کے لئے
 شاہدرہ لے گیا۔ جہانگیر کے عزاہ پر پہنچ کر دوپہر کے
 وقت انہوں نے ذکر جہر شروع کر دیا۔ جو خادم ساتھ گئے
 تھے سب نے اتباع کیا۔ انہوں نے کچھ فرمایا نہیں کہ یہ
 کیوں کیا اور اوٹا کسی نے پوچھا نہیں اس لئے یہ معمر
 ہی رہا۔ ایک دفعہ میں حضرت دین پوری کے حضور میں
 حاضر ہوا۔ حضرت چار پائی پر تشریف فرما تھے۔ وہ چوکی
 جس پر آپ بیٹھ کر وضو فرمایا کرتے تھے۔ چار پائی کے
 پاس رکھوالی۔ اور مجھے فرمایا اس پر بیٹھ جائیں۔ اور میری

داڑھی میں ماتھ سے خلال کرنا شروع کر دیا۔ زبان سے کچھ نہیں فرمایا میں نے یہ سمجھا کہ آپؐ یہ چاہتے ہیں کہ آپ داڑھی کترانی چھوڑ دو۔ میں ان دونوں قبضہ سے زائد داڑھی کتروایا کرتا تھا۔ اور قبضہ سے زائد کتروانے کو آپ بھی جائز سمجھتا ہوں۔ شاہ عبدالغنی صاحبؒ نے نرنڈی شریف کے حاشیہ پر لکھا ہے۔

وَالْمُحْتَارُ أَنْ لَا يُؤْخَذَ
مِنْهَا شَيْئًا۔
پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ اس
کو یعنی داڑھی، کو کسی طرف سے
نہ چھیڑا جائے۔

اس کے بعد میں نے کتروانا چھوڑ دیا۔ ان کا تربیت کا طریقہ یہ تھا۔ منہ سے کچھ نہ فرماتے تھے۔ حضرت امرونیؒ جلالی مزاج تھے۔ وہ فرما دیا کرتے تھے۔ خلافت کے زمانہ میں ایک بڑے عالم کے متعلق فرمایا کہ حضور اس سے ناراض ہیں۔ داڑھی مبارک پر ماتھ رکھ کر انگریز سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک گولی پہلے چلا دو۔ اس کے بعد صوبہ سندھ سے تمہیں نہ نکال دوں تو مجھے سید کا تخم نہ کہنا۔ انگریز خدا شناس تو نہ تھا۔ لیکن مردم شناس ضرور تھا۔ اس لئے وہ

ٹل گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اگر اعلان جہاد ہو گیا تو بلوچستان کے بلوچ اور پاکستان کے پٹھان سب آئیں گے اور اس طرح لگی ہوئی آگ پر قابو پانا مشکل ہو جائیگا ایسوں کی صحبت میں اصلاحِ حال ہوتی ہے۔

اصلاحِ حال کی علامتیں یہ ہیں کہ طبیعت میں نہ شیخی رہے۔ اور نہ شوخی رہے۔ دل چاہتا ہے۔ کہ نفیس ترین کھانا ہو۔ اور قیمتی سے قیمتی لباس ہو اور شاندار کوٹھی ہو۔ تاکہ لوگوں میں عزت ہو ادھر سے دل مر گیا ہے۔ اور ان چیزوں سے سرو مہری برتا ہے تو سمجھئے کہ اصلاحِ حال ہو چکی ہے۔ اصلاحِ حال نہ ہو۔ تو یہ بیماری رہتی ہے۔ بعض اللہ کے بندے ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے سب کچھ دے رکھا ہے۔ وہ دین کے کاموں میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں۔ ان کے حق میں دل سے دعا نکلتی ہے۔ کہ اے اللہ ان کو اور دے۔ ج

چسیت دنیا از خدا غافل بودن

عام طبیعتیں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ کہ دولت آئی۔

تو خدا بھول گیا۔ دینداری کا یہ مطلب نہیں۔ کہ کنگال بن کر رہے۔

حدریش میں آتا ہے۔ کہ دو فرشتے ہیں۔ ان میں سے ایک تو یہ دعا کرتا ہے۔

اللھم اعط منفقاً خلفاً۔ (اے اللہ! اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے کو اور دے، دوسرا۔ کتا ہے۔ اللھم اعط ممسکاً خلفاً۔ (اے اللہ! بخیل کی دولت کو ضائع کر دے)

دولت خرچ تو ضرور ہوگی۔ انسان اگر اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرے گا۔ تو اللہ کی مرضی کے خلاف خرچ ہوگی۔ بعض بد بخت ایسے بھی ہوتے ہیں۔ کہ پہلے ایک رنڈی رکھی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اور دولت دے دی۔ تو دور رکھ لیں۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ

جس دن مال اور اولاد نفع نہ دے گی مگر جو اللہ کے پاس سالم دل لے کر آیا۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ۔

(سورہ الشعراء رکوع ۵ ص ۱۹)

یعنی جس کے دل میں سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کی سمانی
 نہ تھی محبت تھی تو فقط اللہ تعالیٰ کی اور خوف تھا۔ تو
 فقط اللہ تعالیٰ کا۔ یہ اصلاح حال ہے۔ حضور اس کا مشع
 میں۔ ایک وقعہ ننگے بدن چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ تو جسم
 مبارک پر چٹائی کے نشان پڑ گئے۔ ایک صحابی نے یہ حالت
 دیکھی۔ تو عرض کیا۔ کہ اجازت ہو تو ایک بسترہ بنا دیں۔
 اس پر حضور نے فرمایا۔ مالی و لدنیما ما انا الا کراکب
 استظل تحت شجر ثم سار و ترکھا۔ کیا مسافر و رخت
 کے نیچے مکان بنائے گا۔ یہ دنیا سے سرو مہری ہے۔ بظاہر
 شاہی شان ہے۔ فوج رکھی ہوئی ہے۔ بادشاہوں کی طرف
 سے وفود آتے ہیں۔ مگر حقیقت میں فقیر ہی ہے۔ دنیا وار زبان
 قال سے کہتا ہے۔ کہ دیکھو ہمارا لباس۔ دیکھو ہماری کوٹھی
 اللہ والوں کا رنگ یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی نے کھدایا تو کھا
 لیا۔ پنا دیا تو پہن لیا۔ حضرت امرونیؓ کے ماں کسی نے ایک
 ننگی بھیجی۔ حضرت نے سر پر باندھ لی۔ اگرچہ نیچے کالا پاجامہ
 پہنے ہوئے تھے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں۔ کہ میں نہیں کھاتا جب تک مجھے نہ کہا جائے۔

کھاؤ۔ میرے پڑواوا پیر ایک دفعہ کسی غلط فہمی کی بنا پر تین چار وقت بھوکے رہے۔ آپ سفر میں تھے۔ کھانا کھلانے والی مختلف ٹولیبوں نے ایک دوسرے پر ٹھوں کیا ایک نے سمجھا دوسرے نے کھلا دیا ہوگا۔ دوسرے نے سمجھا۔ اس نے کھلا دیا ہوگا۔ دنیا والہ تو گھر میں اودھم مچا دیتے ہیں۔ یہ کیوں پکایا۔ میں نے تو یہ کھانا تھا۔ اور یہ نہیں کھانا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بزرگوں کی دعا کی برکت سے مجھے جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ دعا کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کو قائم رکھے۔ کسی گناہ کے باعث چھننے نہ پائیں۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاح حال فرماویں۔ آمین یا الہ العالمین۔

۲۰ ربیع الاول ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۵۶ء

دنیا کے غموں سے پیچھا چھڑانے کا نسخہ

میری معروضات کا عنوان ہے۔ "دنیا کے غموں سے پیچھا چھڑانے کا نسخہ" اس سے پہلے میں کسی مجلس میں عرض کر چکا

ہوں۔ کہ انسان دنیا میں فطرۃ سلیمہ خدا داد اور مادر زاد کے کر
 آتا ہے۔ یعنی انسان بننے کی صلاحیت مادر زاد ہوتی ہے۔
 انسان بننے کے لئے مربی کی ضرورت ہوتی ہے۔ ورنہ یہ شکل
 میں انسان ہوتا ہے۔ حقیقت میں انسان نہیں ہوتا۔ ایک
 روایت میں انبیاء علیہم السلام کی تعداد ۱۲۴۰۰۰ بتلائی گئی ہے
 یہ سب حضرات انسان کی تربیت کے لئے تشریف لاتے رہے
 یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا۔ کہ یہ حضرات انسان گر ہوتے ہیں انسان
 بننے کی استعداد خدا داد اور زاد ہوتی ہے صحیح معنوں میں
 انسان بنانے کے لئے اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو مبعوث
 فرماتے رہے۔ اس مقدس گروہ کی آخری کڑی لیکن سب کے سرور
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے
 اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ۔

انسان دنیا میں جب آتا ہے۔ تو مصیبتوں کے نرغہ میں
 پھنس جاتا ہے۔ کسی نے کہا ہے۔

دریں دنیا کسے بے غم نہ باشد

اگر باشد بنی آدم نہ باشد

یہاں انسان پر غموں کا ہجوم ہوتا ہے۔ اس قدر ہجوم ہوتا

ہے۔ کہ جس کام کے لئے دنیا میں آیا تھا۔ وہی بھول جاتا ہے۔ وہ کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت۔ پھر ایک انسان ہوتا ہے۔ اور اس کے لئے طرح طرح کے غم ہوتے ہیں۔ ان سب غموں سے نجات پانے کا نسخہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں بیان فرمایا ہے۔

مَنْ جَعَلَ الْهُمُومَ هَمًّا
وَأَحَدًا هَمًّا آخِرَتِهِ
كَفَاهُ اللَّهُ هَمًّا دُنْيَاهُ

جو شخص نے سب غموں کی بجائے ایک غم
آخرت کا لگا لیا اللہ اسکے دنیا کے غم سے کافی
ہوگا (چھڑانے یعنی اس کی دنیاوی ضرورتیں

اپنے فضل سے پوری فرمائے گا۔ اور

یہ سے بے فکر ہو جائے گا۔)

اس قسم کے انسان کو یہی فکر لگی رہے گی۔ کہ خدا کرے میں آخرت میں کامیاب ہو جاؤں۔ اس دنیا میں ایک سال کی محنت ضائع ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ تو سمجھدار طالب علم خوب محنت کرتے ہیں۔

بعض طالب علم اپنی کتابیں اور آرام کرسی یا دماغی باغ او شاہد رہے جاتے ہیں۔ تاکہ علیحدہ بیٹھ کر دل لگا کر پڑھ سکیں۔ ان کی راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے۔ بعض غیور

اور احساس طبیعتیں برواشت نہیں کرتیں۔ اور فیمل ہونے پر خودکشی کر لیتی ہیں۔ چہ جائیکہ پچاس سالہ عمر کا امتحان میں فیمل ہونے کا غم ہو۔ یہ غم جن کو لگ جاتا ہے۔ باقی سب غم اس کے مقابلہ میں بیچ ہوتے ہیں۔ جس طرح تعلیم کے دوران میں ایک طالب علم امتحان میں کامیابی کو مقصد نمبر اول بناتا ہے۔ باقی حواجج انسانی کو یا تو نظر انداز کر دیتا ہے۔ یا ان کو نمبر ۳ اور ۴ بناتا ہے۔ یہاں سال کے بعد ہونے والے امتحانات میں تو کپارٹمنٹ ہوتا ہے۔ مگر امتحان عمری میں کوئی کپارٹمنٹ نہیں۔ یا جنت یا جہنم اصحاب الاعراف کے متعلق بعض حضرات کی رائے ہے۔ کہ یہ وہ لوگ ہونگے۔ جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی۔ اس کی کئی توجیہات کرتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے۔ کہ یہ انبیاء علیہم السلام ہیں۔ ضروری نہیں کہ اصحاب الاعراف گنہگار ہی ہوں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اور جن کے اعمال رنیک، قول

میں کم ہوں گے۔ تو اس کا

ٹھکانہ ماویہ ہوگا۔ اور آپ کو

وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ

فَأُمُّهُ مَأْوِيَةٌ وَمَا أَدْرَاكَ

مَاهِيَةَ نَارٍ حَامِيَةٍ

ذموظة المقارعة بتا کیا معلوم کہ وہ کیا چیز ہے وہ دکھتی ہوئی آگ ہے

اس ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہوتا ہے کہ نیکیاں کم ہونگی
تو جہنم میں بھیج دیں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نجات کا نسخہ بیان فرما رہے ہیں۔

ہمارے ماں ایک فقرہ مشہور ہے۔

مَنْ كَانَ لِلَّهِ كَانَ اللَّهُ لَهُ
جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا

ہے۔

اللہ تعالیٰ جس کا ہو جاتا ہے اس کے دنیا کے سارے غم اپنے پیٹے ڈال
لیتا ہے۔

لیکن یاد رکھئے۔ کہ گفتن و کردن فرقے وارد کیا اس
حدیث کا پڑھنے سے سارے غم دور ہو جاتے ہیں؛ اگر کیا اگر
کیا کا نسخہ بتا بھی دے تو کیا ہر شخص کیا بنا سکتا ہے؛ ہرگز
ہلین۔ جب تک مدت مدید تک کیا گر کی صحبت میں رہ کر
کیا بنانا نہ سیکھے گا۔ نہیں بنا سکے گا۔ ہدایت کا نسخہ قرآن مجید
ہی ہے۔ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔

اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِنْ
جو چیز تمہارے رب کی طرف
رَبِّكُمْ لَا يَلِيهَا رِسْوَةٌ
ہے۔ تم پر اتری ہے۔ اس

کا اتباع کرو۔

نسخہ یہی ہے لیکن پھر بھی فرماتے ہیں۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ
اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ - الْآيَةُ
الْبِتَّةِ تَهَارَى لَيْ رَسُولِ اللَّهِ
میں اچھا نمونہ ہے۔

سورۃ الاحزاب رکوع ۳ پٹا ۱

یہ قال حال نہیں بنتا۔ جب تک کسی صاحب حال سے وابستہ نہ ہو

یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں آتی ہے۔ جو ہمارے ہاں میٹرک
کے درجہ کی کتاب ہے۔ سب اس کو پڑھ کر آتے ہیں لیکن
حال صاحب حال سے آتا ہے۔

ڈاکٹر سراقبال مرحوم فرماتے ہیں۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

اسی کو فارسی میں کسی نے یوں بیان کیا ہے۔

آنچه از دل می نیرد بر دل سے لہیزد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو بالکل ٹھیک

ہے۔ صدق اللہ العلی العظیم وصدق رسولہ النبی

الکریم ونحن علی ذلک من الشہدین ہمارا اللہ تعالیٰ

بھی سچا اور ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بھی سچے ہیں :-
 لیکن کیا ہمارے عالم دستار قضیت بندھوانے کے بعد اس حدیث
 کے عامل ہو جاتے ہیں۔ نسخہ ٹھیک ہے۔ لیکن جب تک کمال
 سے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی ٹین تاروں کے ذریعہ
 تعلق نہ ہوگا۔ یہ قال حال نہیں بنتا۔ بعض صوفیاء کرام
 کہتے ہیں۔ کہ شیخ کمال معشوق اور طالب صادق عاشق ہوتا
 ہے۔ یہ نسل آرہی ہے۔

اب میں عام فہم الفاظ میں عرض کرتا ہوں۔ جب لڑکی
 جوان ہو جاتی ہے۔ تو اللہ والے اس کو امانت سمجھتے ہیں
 اگر ویندار دانا دل گیا۔ تو نکاح کر کے اس کے ساتھ رخصت
 کر دیتے ہیں۔ وہ غم نہیں لگاتے۔ دنیا دار غم لگاتے ہیں
 وہ اُس کے پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کے جہیز کی
 تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ کیونکہ ۲۱ پور اور ۲۱ پور تیار
 کرنے میں۔ سرگودھا کی طرف تو ۲۱ گاٹے۔ ۲۱ بھینس۔ ۲۱ لٹاف
 ۲۱ تگائی۔ اور ۲۱ چار پائیاں بھی دسیٹے ہیں۔ یہ ورو سر نہیں
 تو اور کیا ہے۔

وروسر کے واسطے عدل لگانا چاہیے اس کا گھسٹا اور لگانا ورو سر بھی تو

بیٹے کے لئے ورمی اور بیٹی کے لئے جہیز کی فکر ہوتی ہے
اور صر بھی تاک کٹنے کا ڈر ہوتا ہے۔ اور اوھر بھی۔

جب تک صاحبِ حال کا وامنگیر نہ ہو۔ ان باتوں کا پتہ
بھی نہیں لگتا۔ ع بے میوہ زمیوہ رنگ گیرو۔ جب خدا کو
راضی کرنے کا غم لگ جاتا ہے۔ پھر رات دن یہی فکر رہتی
ہے۔ پھر اللہ زیادہ کہیں گے۔ تو اس ارشاد باری کے
تحت غم دور ہو جائیں گے۔

اَلَا يَذْكُرُ اللّٰهُ تَطْمِئِنُّ
الْقُلُوْبُ (سورہ الرعد رکوع ۱۰) تسکین پاتے ہیں۔

اور جو اس نسخہ سے بے خبر ہیں۔ ان پر پنجابی کی یہ ایک
مرض المل مثل صادق آتی ہے۔ بڑا سداون بڑا دکھ پاؤں۔ بڑا
بٹنے کے لئے بڑے ساز و سامان جمع کرنے پڑتے ہیں۔ پھر یہ
ہوگا۔ ع۔ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ زمینداروں سے
پوچھئے۔ پہلے ایک مربع حاصل کرنے کے لئے کتنی بھاگ دوڑ
کرنی پڑتی ہے۔ پٹواری۔ قانونگو۔ نائبہ تحصیلدار۔ تحصیلدار۔
مال افسر اور ڈپٹی کمشنر کی کتنی خوشامد کرنی پڑتی ہے۔ منے
کے بعد پھر اس کو آباد کرنے کی فکر لگ جاتی ہے۔ پہلے

پانی چاہئے۔ پھر مزار عین چاہئیں۔ مزار عین کے سر پر ڈنڈا
 لے کر کھڑا ہونا پڑے گا۔ کھیتی خصماں سیتی۔ ایک مزار عین آکر
 کہتا ہے۔ میرے پاس ایک بیل ہے۔ آپ دوسرا لے لیجئے۔
 اس کی قیمت میرے حصہ میں سے کاٹ لیجئے گا۔ دوسرا
 آتا ہے۔ میرے پاس بیلوں کی جوڑی تو ہے۔ مگر میرے
 پاس ان کو کھلانے کے لئے چارہ نہیں ہے۔

بادی مل جائے۔ تو وہ سکھائے گا۔ کہ بیٹا۔ نظر پر قدم
 سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ ہوش در روم۔ کوئی سائن اللہ تعالیٰ
 کی یاد کے بغیر نہ نکلے۔ کوئی قدم زمین پر اللہ کی یاد کے
 سوا نہ پڑے۔ وطن بیٹھے ہوئے یوں سمجھو۔ کہ بارگاہ الہی
 کی طرف قدم بڑھائے جا رہے ہیں۔ بنظاہر سب کے ساتھ
 رہو۔ مگر دل صرف اللہ تعالیٰ سے وابستہ ہو۔ یہ سبق
 پک جائے گا۔ تو دل اسباب دنیا کی طرف متوجہ نہ ہوگا
 تاجر پیشہ یہ سمجھتے ہیں۔ کہ دوکان میں زیادہ مال ہوگا۔ تو
 چین نصیب ہوگا۔ آپ کو یاد ہوگا۔ تقسیم سے پہلے جب
 کپڑے کے بھاؤ یک لخت گر گئے تھے۔ تو امرت سر کے
 کپڑے کے کئی بیوپاریوں نے خود کشی کر لی تھی۔

پہلے انبیاء علیہم السلام اس قال کا حال بنانے کے لئے
تشریف لاتے تھے۔ اب حضور کے بعد نبی تو کوئی نہیں
آئے گا۔ اب اللہ والے آئیں گے۔ ان کی صحبت میں یہ
رنگ پیدا ہوگا۔ اس قسم کے تربیت یافتہ لوگ جب دنیا
سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو ان کے پاس ملائکہ عظام
اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ پیغام لاتے ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ
ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً
مَرْضِيَّةً (سورۃ فجر رکوع ۱۰)

(ارشاد ہوگا، اے اطمینان والی
روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل
وہ تجھ سے راضی اور تو اس سے راضی

دنیا دار سمجھتے ہیں۔ کہ اسباب دنیوی کی بہتات سے غم دور
ہوں گے۔ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ اسباب دنیوی کی
بہتات سے غم دور نہیں ہوں گے۔ بلکہ زیادہ ہوں گے
اللہ والے یاد الہی میں خود مست رہتے ہیں۔ جو آتما
ہے۔ اس کو اللہ کا نام سکھا دیتے ہیں۔ پھر ان کے
پاس رزق چاروں طرف سے آتا ہے۔ وہ قال اللہ وقال
الرسول کا حال بنا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ
کو اس لائن پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اس طرف آئیے پھر یہ رنگ پیدا ہوتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کے اس قسم کے بندے ہمیشہ رہتے ہیں۔ وہ
اسلام کے حال کے نمونہ ہوتے ہیں۔ اگر اس قسم کے
نمونے نہ ہوتے۔ تو ہم کہاں سے دکھلاتے۔ اس صورت
میں اسلام قیل ہو جاتا۔ اب ہم نمونے دکھلا سکتے ہیں۔
حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاں ایک زمیندار
۱۰۰ روپیہ کی تحصیل لایا۔ اور ان کے حضور میں پیش کر کے
عرض کیا۔ کہ حضرت! آپ کا بڑا خرچ ہے۔ میں آپ کی
مدد کے لئے لایا ہوں۔ حضرت عالم بھی تھے۔ بگڑ گئے
اور فرمایاے جاؤ مجھے تمہاری مدد کی کوئی ضرورت نہیں
مجھے اللہ کی مدد کافی ہے۔ اس کے بعد اس نے بہت
مشقت خوشامد کی اور معافی بھی مانگی۔ مگر حضرت نے ایک
وصیلہ بھی نہ رکھا۔ اللہ والوں کا بھروسہ دولت پر نہیں
اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ سندھی میں ایک قریب القابل ہے
کہ جس چوہے کا گھر خراس میں ہو۔ اس کو باہر سے اناج
لانے کی کیا ضرورت ہے۔ اللہ والوں کا بھروسہ چونکہ
اللہ تعالیٰ پر ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو غیر اللہ کی امداد

کی ضرورت نہیں رہتی۔
 اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو حضور کے بتلائے ہوئے
 اس نسخہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا
 اللہ العالمین۔

۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ مطابق یکم نومبر ۱۹۵۴ء

کامل کی صحبت کے بغیر اصلاح حال ناممکن ہے

میری آج کی معروضات کا عنوان ہے: "کامل کی صحبت کے بغیر اصلاح حال
 ناممکن ہے۔" اللہ ماشاء اللہ۔

اس سے پہلے میں کسی مجلس میں عرض کر چکا ہوں کہ
 اصلاح کی دو قسمیں ہیں:-

۱) اصلاحِ قال (۲) اصلاحِ حال:- یہ بھی عرض کر چکا ہوں
 کہ تعلیمِ قدیم ہو یا جدید۔ اس سے اصلاحِ قال تو ہو جاتی
 ہے۔ مگر اصلاحِ حال نہ علماء کی ہوتی ہے۔ اور نہ بی اے
 اور ایم اے کی۔

آج میں دوسرے نقطہ نظر سے اصلاح کی تین قسمیں
 کرتا ہوں - ۱- اصلاح قال - ۲- اصلاح اعضاء - عربی میں
 اعضاء کو چوارح کہتے ہیں - ۳- اصلاح قلب -
 کامل کی صحبت کے بغیر تینوں قسم کی اصلاح نہیں
 ہوتی - اعضاء یعنی ہاتھ پاؤں کی اصلاح بھی اس فن کے
 کامل کی صحبت کے بغیر نہیں ہوتی - مثلاً بڑھتی ہاتھ کی
 اصلاح کر کے اپنے شاگرد کو لکڑی کے کام کا ماہر بنا دیتا
 ہے - سائیکل کا کامل پاؤں کی اصلاح کر دیتا ہے - تو
 شاگرد کو سائیکل چلانی آ جاتی ہے - کاتب اپنے شاگرد کو
 سکھاتا ہے - کہ انگلیوں سے گھیرا کس طرح موٹا یا باریک
 کیا جائے - کہ وہ جج کو باریک پھر موٹا اور پھر باریک
 کرنا سکھاتا ہے - ہر فن کے کامل کی صحبت ہمتدہ سے
 قال اور اعضاء کی اصلاح ہو جاتی ہے - اصلاح قلب
 کے لئے بھی کامل کی صحبت کی ضرورت ہے - بعض مقرر
 خوب بولتے ہیں - انتخابات کے دوران میں اسٹیج پر آکر
 اسلام کی خوبیوں پر خوب تقریر کریں گے - یہ قال ہے
 جو صاحب قال سے سیکھا ہے - مگر گھر میں دیکھا جائے -

تو نہ نماز نہ مصلی۔ گویا عمل میں اتنے کورے کہ اسلام کی جو عملی بنیاد ہے۔ یعنی نماز اس کے بھی پابند نہیں ہیں کتابت میں بعض اشخاص کا تین ماہ اور بعض کا چھ ماہ ہاتھ ہی نہیں سیدھا ہوتا ہے۔ اتنا عرصہ حروف مفردہ میں ہی گزر جاتا ہے۔

عربی میں کہا کرتے ہیں۔ لکل فن مرجال۔ ہر فن کے لئے کامل کی ضرورت ہوتی ہے، جب تک کسی فن کے کامل کی صحبت میں اس فن کا طالب نہ بیٹھے۔ اس کی اصلاح نہ ہوگی۔ اصلاح قلب کے لئے بھی اس فن کے کامل کی ضرورت ہے۔ اعضاء سے متعلقہ فنون نہیں آتے جب تک کہ آٹھ دس سال کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ اصلاح قلب کے لئے بھی کامل کی صحبت ممتدہ کی ضرورت ہے۔ قلب کی اصلاح پر دنیا کی بہتری اور آخرت کی نجات کا مدار ہے۔ کامل کی صحبت ممتدہ کے بغیر اصلاح قلب نہ دنیا وار کی ہوتی ہے۔ اور نہ علماء کی دل بادشاہ ہے اور دماغ وزیر ہے۔ اور اعضاء اس کی فوج ہیں۔ بادشاہ کی اصلاح ہو جائے۔ تو رعایا خود بخود

درست ہو جاتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

ان فی الجسد لمضفة
اذا صلحت صلح الجسد
كله واذا فسدت فسد
الجسد كله الا وھی
القلب

بے شک (انسان کے) جسم میں
البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے
جب وہ درست ہو جاتا ہے
تو سارا جسم درست ہو جاتا ہے
اور جب وہ بگڑ جاتا ہے۔ تو

سارا جسم بگڑ جاتا ہے۔ - خبردار۔ اور وہ دل ہے۔

دل میں صالح خیالات آئیں گے۔ تو سارا وجود صالح ہوگا اگر دل میں
فاسد خیالات پیدا ہوں گے۔ تو سارا وجود ہی فاسد ہوگا
اصلاح قلب اُس شخص کی صحبت میں ہوتی ہے۔ جس
کا اپنا قلب اصلاح شدہ ہو۔ اصلاح قلب کے لئے پہلی
شرط ہے اخلاص۔ اگر اس شخص میں اخلاص نہیں تو اس کی
صحبت میں کبھی اخلاص نہ ہوگا۔ انگریزی والوں کو تو جانے
دیجئے۔ وہ تو اخلاص کے لفظ سے ہی نا آشنا ہیں۔ علماء میں
بھی بہت کم اخلاص ہوتا ہے۔ میں اکثر یہ سوال کیا
کرتا ہوں۔ کہ کسی اسکول کا ٹیچر یا ہیڈ ماسٹر۔ کسی کالج کا

پروفیسر یا پرنسپل ایسا بتلائیے۔ جس نے میں اعلان کر رکھا ہو
 کہ وہ غیر مستطیع مسلمانوں کے بچوں کو مفت تعلیم دینے کا
 نگر آج تک مجھے ایک کا نام بھی نہیں بتلایا گیا۔ علماء کا
 بھی یہی حال ہے۔ وہ بھی انگریزی والوں کی طرح سووے
 کرتے ہیں۔ آج ہی مجھے ایک عالم نے بتلایا کہ وہ درس
 بھی دیتے ہیں۔ امامت بھی کرتے ہیں۔ مگر محلہ والے میری
 ضروریات کی بھی کفالت نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ تنہا ہیں۔
 محلہ کافی بڑا ہے۔ اور لوگ مہتمول ہیں۔ ان کا تعلق باللہ
 درست ہوتا تو میرے پاس شکایت نہ کرتے۔

دوستوں! دوستانہ را کجا کنی محرم
 تو کہ با دشمنان نظم داری
 اللہ تعالیٰ جب اپنے دشمنوں کی تمام ضروریات پوری
 کرتا ہے۔ تو اپنے دین کی خدمت کرنے والوں کو کس طرح
 نظر انداز کر سکتا ہے۔
 اخلاص کے معنی ہیں۔ کہ اسے اللہ! تیرے لئے ہے اور
 غیر کے لئے نہیں ہے۔ جب تک غیر اللہ کی لطفی نہ ہو
 اخلاص نہیں آتا۔ یہ پہلا سگ بنیاد ہے۔ اخلاص کے متعلق

اللہ تعالیٰ کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ فَأَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ
لَهُ الدِّينَ (سورہ الزمر رکوع ۷)

پس آپ خالص اللہ تعالیٰ ہی
کی فرمانبرداری بد نظر رکھ کر
اسی کی عبادت کریں۔

۲۔ إِلَّا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ
(سورہ الزمر رکوع ۷)

خبردار۔ خالص فرمانبرداری اللہ
ہی کے لئے ہے۔

۳۔ قُلِ اللَّهُ أَعْبَدُ مُخْلِصًا
لَهُ دِينِي۔ (سورہ الزمر رکوع ۷)

ان سے فرما دیجئے میں اللہ ہی
کی اطاعت کرتے ہوئے اس
کی عبادت کرتا ہوں۔

دنیا دار کو کھرے اور کھوٹے کے پرکھنے کی زیادہ ضرورت
ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ ہم نے تو اللہ کا نام بتلانا
ہے۔ ہندو۔ سکھ۔ کوئی آئے۔ تقسیم سے پہلے میرے درس میں
ہندو بھی آیا کرتے تھے۔ سی آئی ڈی والے بھی آتے ہیں
ایک شاہ صاحب جو شیعہ ہیں اور وکیل ہیں۔ کافی مدت
تک درس میں آتے رہے۔ یہ خانہ خدا ہے۔ کوئی اللہ تعالیٰ
کا بندہ آئے۔ ہم نے تو اس کو اللہ کا پیغام پہنچانا ہے
ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم پرکھیں۔ کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا

آپ کو ضرورت ہے۔ آپ دنیا بھر خورد و نوش کی چیزیں
 پرکھ کر خریدتے ہیں۔ دنیا کے معاملہ میں تو معلوم ہوتا
 ہے کہ دنیا دار کی چار آنکھیں ہیں۔ لیکن دین کے معاملہ میں
 یہ نہٹ اندھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بڑی
 سہل انگاری سے کام لیتا ہے۔ جو نہیں پڑھا کر آجائے
 وہ سائیں جی کہلاتا ہے۔ خواہ اندر پورا شیطان ہو۔ اور
 مردوں اور عورتوں کا اس کے گرد ہر وقت میلہ لگا رہتا
 ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ کچھ عرصہ ہوا۔ اسی قسم کے
 ایک سائیں صاحب شیخوپورہ میں بھی نمودار ہوئے تھے
 بڑے بڑے افسر اس کے معتقد ہوئے تھے۔ بعد میں
 وہ ایک عورت کو اغوا کر کے بھاگ گیا تھا۔ کسی نے
 اسی قسم کے لوگوں کے متعلق کہا ہے۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس ہر دستے نباید داد دست

قلب کی اصلاح نہ ہوئی تو دنیا بھی برباد اور
 آخرت بھی برباد ہو جائے گی۔ میں پہلے عرض کر چکا ہوں
 کہ اصلاح قلب کے لئے پہلی شرط اخلاص ہے۔ اخلاص

صاحبِ اخلاص کی صحبت میں مدت مدید تک رہنے سے پیدا ہوتا ہے۔ بشرطیکہ عقیدتِ ادب اور اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ اس کے ساتھ کنکشن ہو جائے جن کو کامل اور صاحبِ اصلاح کی صحبت نصیب نہیں ہوتی۔ وہ علماء بھی سودے بازی کرتے ہیں۔ میں بمبئی ایک ہی دفعہ گیا ہوں۔ وہاں ایک سیٹھ صاحب نے مجھے بتلایا کہ تبلیغ کے لئے ہم جن علماء کو بلاتے ہیں ان میں سے اکثر سودے بازی کرتے ہیں۔ اخلاص پر ہر عبادت کی قبولیت کا مدار ہے۔ جس عالم دین کے اندر اخلاص نہیں۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من تعلم علماً مما یتنقی بہ وجہ اللہ لا یتعلمہ الا لیصیب بہ عرضاً من الدنیالم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اس علم کو سیکھا جس سے خدا کی خوشنودی طلب کی جاتی ہے۔ لیکن اس غرض

یجد عرف الجنة يوم القيمة

سے لیکھا کہ وہ اس سے دنیا کی متاع کو
حاصل کرے۔ تو قیامت کے دن اس
کو جنت کی خوشبو بھی میسر نہ ہوگی۔

ندوہ احمد و ابو داؤد و ابن ماجہ

ایک اور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک شہید کو بارگاہ
الہی میں پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے
کہ میرے لئے کیا کر کے آئے ہو۔ وہ عرض کرے گا
اے اللہ! میں نے تیری راہ میں جہاد کیا۔ یہاں تک
کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تم نے
یہ سب کچھ اس لئے کیا تھا۔ کہ تجھے بہادر کہا جائے
فَقَدْ قِيلَ رِيسَ تَحْقِيقِ تَمِيں کہہ دیا گیا تمہاری مراد
پوری ہو گئی۔ لہذا جاؤ جہنم میں۔ اسی طرح ایک منجی
اور عالم سے کہا جائے گا۔ معلوم ہوا کہ تینوں کے دل
کی نیت کھوٹی تھی۔ اور اصلاح قلباً نہیں ہوئی تھی
اس لئے نہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونا کارآمد ہوا
نہ سخاوت اور نہ علم دین کی خدمت کام آئی۔ سلطنت
انسانی کا بادشاہ دل ہے۔ اس لئے اس کی اصلاح پر
سازی سلطنت کی اصلاح کا مدار ہے۔

ع. دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
 پر نہیں طاقت پر وارڈ مگر رکھتی ہے
 بشرطیکہ لینے والے اور دینے والے دونوں میں
 صلاحیت ہو تو رنگ چڑھتا ہے۔ ہر پیغمبر قابل ہی
 ہوتا ہے۔

کافر کہتے ہیں۔
 كَوْلًا نُّزُلًا هَذَا الْقُرْآنُ
 عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقُرَيْشِيِّينَ
 عَظِيْمٍ (سورہ الزخرف رکوع ۱۰)
 ترجمہ۔ (بیقرآن دونوں بستیوں
 کے کسی سردار پر کیوں نازل نہیں
 کیا گیا)

اللہ تعالیٰ اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔
 اللَّهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ
 رِسَالَتَهُ (سورۃ الانعام رکوع ۱۰)
 اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ
 اپنی پیغمبری کا کام کس سے
 ہے۔

یعنی ہر نبی لائق ہی ہوتا ہے۔ تالائق کو اللہ تعالیٰ
 نے کبھی نبی نہیں بنایا۔ اس کے باوجود حضور فرماتے
 ہیں کہ قیامت کے دن بعض انبیاء علیہم السلام ایسے

ہوں گے۔ کہ ان کا ایک بھی اُمّتی نہ ہوگا۔ بعض کے ایک اُمّتی۔ بعض کے دو۔ سب بنی لائق ہی ہوتے ہیں۔ مگر اُمّتیں نالائق تھیں۔

اللہ والے خدمتِ دین کا اجر لینا تو درکنار۔ وہ تو یہ شرط کرتے ہیں کہ نہیں لیں گے۔ وہ تو یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگر ہماری طبیعت میں اخلاص ہے۔ تو ہمارے ایک ایک منٹ کی قیمت بارگاہِ الہی سے ملے گی اور ہم ہر صورت میں کامیاب ہیں ایک شخص کی بھی اصلاح نہ ہو۔ ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوگی جو دنیا میں سکونِ قلب اور آخرت میں نجات کا سبب بنے گی۔ دنیا وار اگر ان کو مرے بھی دے دیں گے تو وہ بالکل بیکار ہوں گے۔ کیونکہ وہ مرنے کے بعد یہیں رہ جائیں گے۔

میں اَلَا مَا شَاءَ اللّٰهُ اس لئے کہہ گیا ہوں کہ بعض ماورِزاد ولی ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ کاندھلہ جہان کے حضرت مولانا حافظ محمد ادریس صاحب شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور رہنے والے ہیں۔ میں ایک نہ ایک

ماورزا ولی ہوتا ہے۔ ان میں سے ایک شخص حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ورد و وظائف کے لئے عرض کیا۔ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ محدث فاضل اجل اور باطن کے کامل تھے۔ اس سے فرمایا۔ تیرے جیسوں کے لئے ورد و وظائف حرام ہیں۔ تمہیں ان کی ضرورت نہیں۔ وہ یہ ہر شخص سے تھوڑا فرماتے تھے کسی نے کہا ہے ع۔

ولی را ولی سے شناسد

رولی کو ولی پہچانتا ہے، وہ خود کامل تھے۔ اس کو دیکھ کر پہچان لیا کہ یہ ولی ہے۔ یہ علم غیب نہیں ہے طیب حاذق مریض کی شکل دیکھ کر اس کی مرض بتلاتا ہے۔ بیہوش کے ایک حکیم صاحب کے متعلق سنا ہے۔ کہ اگر مریض اپنا حال بتلائے تو وہ ناراض ہوتے تھے۔ خود ہی مرض بتلاتے اور خود ہی اس کے اسباب بھی بتلاتے۔ کیا یہ علم غیب ہے؟ ہرگز نہیں۔ انگریز نے تو ہماری طبیعت کو تباہ کر دیا۔ تقسیم سے پہلے دقت سے آنے کے بعد ہندو۔ سکھ مسلمان سب طبیعت کالج میں داخل ہو کر حکیم حاذق کی سند

حاصل کیا کرتے تھے۔ وہ کیا خاک مرض کی تشخیص کریں گے۔
 ۱۔ دُتھا پاید کہ تا خون شیر شوو پیدہ
 علم نبیب اللہ تھائے کا خاصہ ہے۔ کیونکہ وہ ہر حال
 میں بلا حیلہ اور بلا وسیلہ سب کچھ جانتا ہے۔ کامل وہی ہو
 سکتا ہے۔ جس نے مدت مدید تک بزرگوں کی صحبت میں
 رہ کر اپنی تربیت کرائی ہو۔ میں نے اس کے متعلق حضرت
 شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتابوں کے حوالہ
 سے اپنے رسالہ پیر و مرید کے فرائض میں لکھا ہے۔ حضرت
 امرتھی رحمۃ اللہ علیہ ایک دفعہ کسی شخص کی سفارش کرنے
 پیر بگاڑو کے پاس گئے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دو
 تین مرتبہ فرمایا کہ اس مظلوم کی داوری کرو۔ اس نے
 کہا کہ بہت اچھا میں کروں گا۔ لیکن فوراً کرنے پر آمادہ
 نہ ہوا۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے غصہ میں اس سے فرمایا
 کہ تم پیر صاحب کے پیشاب کے پیٹے ہو اور میں ان کے
 سینہ کا پیٹا ہوں۔ تم نے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اللہ والوں
 کے ماں دنیا کے مفاد پیش نظر نہیں ہوتے۔ چب تک یہ
 رنگ پیدا نہ ہو۔ اصلاح نہیں ہوتی۔ اکبر الہ آبادی کا ایک

فخر ہے۔ فرماتے ہیں۔

ع سب کو یہ مسلم ہے کہ معبود وہی ہے
کم ہیں جو سمجھتے ہیں کہ مقصود وہی ہے
یہ ہے اخلاص۔

آخر میں ضمیرہ عرض کرتا ہوں کہ اپنے اندر استمداد ہو۔
تو کامل کی صحبت میں فائدہ ہوتا ہے۔ اس کے لئے عقیدت
ادب اور اطاعت شرط ہے۔ ورنہ ع

زمین شور سنبل برنیارو

بعض زمینیں بیج کو ہی کھا جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے
اور آپ کو اصلاح قلب کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین
یا الہ العالمین۔

۱۳۶۴ھ مطابق ۸ نومبر ۱۹۵۶ء

بعض بیماریاں مرنے سے ختم ہو جاتی ہیں

اور

بعض مرنے کے بعد بھی ساتھ جاتی ہیں

جسمانی بیماریوں میں سے سب سے بڑی خطرناک بیماری وق

کی ہے۔ وہ بھی انسان کے مرنے کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔
 روحانی بیماریاں بھی بہت ہیں۔ ان کی دو قسمیں ہیں ایک
 وہ جن کا مریض ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے گا۔ ان
 بیماریوں کے مریضوں کے لئے نہ شفاعت ہے اور نہ نجات
 ہے۔ اور وہ تین ہیں۔

۱۔ شرک۔ ۲۔ کفر۔ ۳۔ نفاق اعتقادی۔ دوسری قسم کی
 بیماریاں ایسی ہیں۔ جن کے مریض دوزخ میں جائیں گے۔
 بالآخر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت
 سے دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیئے جائیں گے
 وہ بھی بہت ہیں۔ بطور مثال عرض کرتا ہوں۔ کبر۔ عجب
 حسد۔ اگر ان بیماریوں کے مریضوں کے دلوں میں ایمان ہے
 تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے
 دوزخ سے نکل آئیں گے۔ میرا فرض ہے۔ کہ اپنی جماعت
 کہ ان روحانی امراض کی اطلاع دوں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں
 شفا یاب ہو کر دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق دے۔ میں
 ان امراض کے کتاب و سنت سے حوالہ جاتا نہیں نقل
 کروں گا۔ کیونکہ میرے احباب میں سے بالخصوص وہ

جماعت جن کا اس گنہگار پر اعتماد ہے۔ جانتی ہے کہ جو بات کہتا ہے وہ ذمہ داری سے کہتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے میرے ساتھ بیعت کا تعلق قائم کیا ہوا ہے۔ اور یہ مجلس ذکر دراصل انہیں احباب کے لئے تجویز شدہ ہے۔

وہ مہلک بیماریاں جن کے مریض کے لئے شفاعت نہیں۔
 ۱۔ شرک۔ شرک یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے وہی تعلق رکھے جو فقط اللہ تعالیٰ ہی سے رکھنا چاہئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو خالق جانے یا کسی کو اس جہان کا مالک ماننے۔ یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو حاجت روا ماننے۔ یا مشکل کشا ماننے۔ یا کسی کو اولاد دینے والا جانے۔ یا رزق میں تنگی اور کشادگی کرنے والا ماننے۔ یا کسی کے آگے سجدہ کرے۔

۲۔ کفر۔ کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی

اللہ علیہ وسلم کا حکم معلوم ہونے کے بعد ماننے سے انکار کرے

۳۔ نفاق۔ اعتقادی۔ اعتقادی منافق وہ ہے۔ جو بظاہر

اسلام کا قائل ہو اور دل میں مخالف اسلام ہو۔ ایسے لوگوں

کے کلمہ طیبہ پر بھی اعتماد نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید

میں ان کا ذکر سورۃ المنفقون میں پایا جاتا ہے۔

إِذَا جَاءَكَ الْمُنْفِقُونَ قَالُوا

جب منافق آپ کے پاس آتے

نَشْهَدُ إِنَّكَ لَرَسُولُ اللَّهِ وَاللَّهُ

ہیں تو کہتے ہیں ہم اس بات کی

يَعْلَمُ إِنَّكَ لَرَسُولُهُ وَاللَّهُ يَشْهَدُ

گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ

أَنَّ الْمُنْفِقِينَ لَكَاذِبُونَ

اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ جانتا ہے

سورۃ المنفقون رکوع ۱۱ پ ۱۱

کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں اور اللہ گواہی

دیتا ہے بے شک منافق الیٰ

دیتا ہے بے شک منافق الیٰ

بھوٹا ہونے والے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ جب تک انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ

کی توحید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا

یقین نہ ہو اس وقت تک زبان سے کلمہ پڑھ لینا کوئی

حقیقت نہیں رکھتا۔

وہ مہلک بیماریاں جن کے مریض کے لئے شفاعت

بھی ہے اور نجات بھی

انجمن حدیث شریف میں ہے۔

ان الحسد یا کل الحسنات

بے شک حسد نیکیوں کو کھا جاتا

كما تاكل الناس الحطب

ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو کھا

جاتی ہے۔

حسد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان پر کوئی احسان فرمائے اور اُسے کوئی نعمت عطا فرمائے۔ حاسد اس اللہ تعالیٰ کی اس داد پر پہنچ و تاب کھا رہا ہے۔ کہ ہائے! یہ نعمت اس کو کیوں دی گئی ہے۔ دراصل حاسد اللہ تعالیٰ پر معترض ہے کہ اے اللہ! تو نے یہ نعمت اس کو کیوں دی۔ مجھے دینی چاہئے تھی۔ پھر یہ ہاتھ پاؤں مارتا ہے کہ کسی طرح یہ نعمت اس سے چھن جائے۔ اور مجھے مل جائے۔ مثلاً سرکاری ملازموں میں سے افسروں نے کسی ایک ملازم کو ترقی دیدی ہے۔ اب حاسد اس کی مخالفت گناہ رپورٹیں لکھ رہا ہے۔ تاکہ افسروں کی نظر میں وہ شخص گر جائے اور اس کی ترقی واپس ہو جائے۔ یا مثلاً کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا ہے۔ بعض حاسد عورتیں ٹونے ٹانے کرنے والے بے دین تعویذ لوسیوں سے ایسے ٹونے کراتی ہیں۔ جن سے ان کی کوششیں ہی ہوتی ہے۔ کہ دوسری عورت کا بیٹا مر جائے۔ اور اس کے ماں ہو جائے۔ مذکورہ الصمد حدیث شریف کی بناء

پر جب حاسد کی نیکیاں تباہ و برباد ہو گئی ہیں۔ تو اس کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا؟ ہاں اگر دل میں ایمان ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی برکت سے بالآخر دوزخ سے نکل آئیگا حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے قابیل حسد کا مریض تھا۔ جس نے اپنے بھائی کو حسد سے قتل کیا تھا۔

۲۔ کبیر۔ کبیر بھی ایک مہلک بیماری ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیر کی معنی خود بیان فرمائی ہیں۔ بطور الحق و غمط الناس بھی بات مانتے سے انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر سمجھنا۔

اور یہ بھی حدیث شریف سے ثابت ہے۔ کہ جس شخص کے دل میں کبیر ہوگا۔ وہ بہشت میں نہیں جائیگا یعنی پہلے پہل نہیں جائے گا۔ پہلے تو دوزخ ہی میں جائے گا۔ اگر دل میں ایمان ہوگا تو بالآخر رحمۃ للعالمین کی شفاعت کی برکت سے دوزخ سے نکل آئے گا۔ اور اگر ایمان بھی نہیں ہے تو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ

میں رہتے گا۔ جس طرح فرعون کبر کا مریض ہے۔ حضرت
 موسیٰ بنو اولوالعزم پیغمبر ہیں انہیں ذلیل خیال کرتا ہے
 اور خود اپنے اندر ایمان بھی نہیں ہے۔ اس لئے دوزخ
 سے کبھی نہیں نکلے گا۔

۳۔ عجب۔ عجب بھی ایک روحانی مہلک بیماری ہے۔
 قارون اُس عجب کی بیماری کا مریض ہے۔ عجب کا مطلب
 یہ ہے۔ کہ انسان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جو
 نعمتیں نصیب ہوتی ہیں۔ انہیں اللہ تعالیٰ کا فضل اور
 احسان نہ جانے۔ بلکہ اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال
 کرے۔ مثلاً ایک طالب علم امتحان میں کامیاب ہونے
 پر یہ خیال کرتا ہے۔ کہ اگرچہ میں نے کامیابی کیلئے
 محنت تو کی تھی مگر کامیابی محض اللہ تعالیٰ کے فضل و
 کرم سے ہوئی ہے۔ ورنہ کئی قابل اور محنتی طالب علم
 بھی امتحان میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ الحمد للہ۔ یہ طالب علم
 عجب (خود پسندی) کے مرض کا مریض نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ
 اس سے راضی ہوگا۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا طالب علم
 اپنی کامیابی کو اپنی محنت اور کوشش کا نتیجہ خیال

کرے۔ اس غلطی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اللہ کی رحمت سے دور۔ اس کے بعد دُور تر۔ اس کے بعد دور ترین ہو جائے گا۔ آپ خود خیال کریں۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ترین ہوگا۔ مرنے کے بعد اس کا ٹھکانا کہاں ہوگا۔

امراض روحانی کے معالج

طب یونانی کے اطبا جب اپنی ادویات کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ تو ٹائٹیل بیچ پر لکھتے ہیں۔ لکل دائرہ دواء ربر بیماری کا علاج ہو سکتا ہے۔

اسی طرح امراض روحانی کا علاج بھی افضلہ تعالیٰ ہو سکتا ہے۔ ان امراض روحانی کے معالج صوفیائے عظام ہوتے ہیں۔ بشرطیکہ کوئی کھرا اور سچا باخدا اللہ تعالیٰ کا بندہ بن جائے۔ کمرے صوفی کے لئے پہلی شرط اتباع کتاب و سنت ہے۔ جو کتاب و سنت کا تبع نہ ہو وہ خواہ آسمان پر اڑتا ہوا آئے لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے اور قبلہ عالم کہلانے اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور اگر غلطی سے ہو جائے تو ٹوڑنا فرض عین ہے۔

الربیع الآخر ۱۳۷۹ھ مطابق ۵ مارچ نومبر ۱۹۵۶ء

ریا - سمجھ

میری آج کی معروضات کا عنوان نیکیوں کو کھا جاتے واسطے وہ بھڑیے

ریا - غیر کو دکھلانا - سمجھ - غیر کو سمجھانا

اللہ تعالیٰ نے اس جہان میں جتنی چیزیں پیدا کی ہیں۔ وہ سب ایک دوسرے کی دشمن ہیں۔ پانی آگ کا دشمن - آگ لکڑی کی دشمن - بکری بھرتوں کی دشمن - بھڑیا بکری کا دشمن سانپ اور پھو انسان کے دشمن دونوں چاہتے ہیں کہ انسان دنیا سے رخصت ہو جائے۔ کہاں انسان کا قد و قامت اور کہاں پھو۔ لیکن یہ انسان کو اتنا تر پاتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ جس طرح انسان کے جسمانی دشمن ہیں۔ اسی طرح اس کے روحانی دشمن بھی ہیں۔ جو نیکیوں کو کھا جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ نیکی قبول ہوتی ہے۔ جس میں اخلاص ہو۔ اخلاص کے معنی ہیں کہ یہ کام اللہ کے لئے ہے اور غیر اللہ کے لئے نہیں ہے۔ غیر اللہ کو نہ دکھلانا نہ سمجھانا۔ اور نہ غیر اللہ سے واہ واہ کرانا پیش نظر

ہو۔ غیر اللہ کی نفی ضروری ہے۔ مثلاً ایک شخص مسجد محض
 اللہ کے واسطے بناتا ہے۔ اس میں وراثت نہیں چلے گی
 مگر شیطان لعین دل میں خیال لائے گا۔ کہ لوگ کہیں گے
 فلاں شخص نے بہت خوبصورت مسجد بنائی ہے۔ اگر
 تربیت یافتہ ہوگا۔ تو اس خیال کو رو کر دیگا۔ اگر رو نہ
 کیا۔ تو شیطان اسی بڑی نیکی کے کام کو ضائع کر دے گا
 ہادی جب تک تنبیہ نہ کرے۔ تو شیطان لعین نیکی کو نہیں
 بچنے دیتا۔

ہادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دروازہ کے
 غلام اور مفضل شیطان کے ایجنٹ ہوتے ہیں۔ وہ نیکی
 کی طرف اور یہ برائی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ دونوں
 آدم علیہ السلام سے لے کر اب تک آ رہے ہیں۔ اور
 قیامت تک رہیں گے۔

بھیڑ یا اگر بکری کو پھاڑ جائے۔ تو وہ ہمارے کام کی
 نہیں رہتی۔ اسی طرح ریاض اور سمعہ نیکی کو باقی نہیں
 رہنے دیتے۔

شیطان لعین ضرور غیر اللہ کا خیال لاتا ہے۔ اگر تربیت یافتہ

ہوگا۔ تو اس خیال کو رو کر دے گا۔ ورنہ وہ نیکی کو نہیں
 پہنچے دے گا۔ انگریزی داں کالج میں تعلیم حاصل کرتے ہیں
 اور ہوسٹل میں رہتے ہیں۔ بی۔ اے اور ایم اے کی
 ڈگری حاصل کرنے کے بعد نوکر ہو جاتے ہیں۔ دین کی
 سمجھ ہوتی نہیں إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ اس لئے ان میں سے بعض
 کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے
 سالانہ جلسہ کے موقعہ پر انوار کے اس اجلاس میں چندہ
 دیں۔ جس میں زیادہ سے زیادہ مجمع ہو اور پھر سے
 اجلاس میں ان کے چندے کا اعلان ہو۔ پانچ سو میاں صاحب
 نے اپنی طرف سے دیا۔ تالیاں بچیں۔ دو سو بیگم صاحبہ کی
 طرف سے دیا۔ پھر تالیاں بچیں۔ سو سو دو صاحبزادوں کی
 طرف سے۔ سو چھوٹی اور سو بڑی بہو کی طرف سے دیا۔
 ہر اعلان پر تالیاں بچیں۔ میاں صاحبہ کے دل میں شیطان
 تعین یہ خیال لائے گا۔ کہ لوگ کہیں گے اس ہمد خانہ
 آفتاب است۔ لوگوں کے دلوں میں ہماری عزت ہوگی
 وہ کہیں گے۔ کہ یہ ٹیڈے اسلام پرست ہیں۔ اگر نیت
 یہ ہے۔ جو میں عرض کر گیا ہوں۔ تو سبب برباد

چو کچھ دیا خدا واسطے دیا۔ واپس نہیں لینا۔ مگر سب کچھ ضائع
 گیا۔ کیونکہ خلق اللہ کو دکھانا اور ان سے شاباش لینا بھی
 پیش نظر ہے۔

حدیث شریفہ میں آتا ہے۔ کہ قیامت کے دن اعلیٰ
 ہوگا۔ کہ جس نے جس کے لئے دنیا میں کام کیا تھا۔ اس
 سے جا کر اجر لے لے۔ مگر وہاں سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات
 کے کوئی نہ ہوگا۔

منافقین کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ
 قَامُوا سَائِلِينَ يَتُوبُونَ
 النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ
 إِلَّا قَلِيلًا (سورہ النساء رکوع ۱۰)

اور (منافق) جب نماز میں کھڑے
 ہوتے ہیں۔ لوگوں کو دکھاتے ہیں
 اور اللہ کو بہت کم یاد کرتے
 ہیں،

یہ وہی ریاء کی روحانی بیماری ہے۔ منافقین نماز میں اس
 لئے شامل ہوتے تھے۔ کہ لوگ ان کو دیکھیں کہ یہ بھی نمازی
 ہیں۔ دوسری جگہ منافقین کی سمعہ کی بیماری کا ذکر فرماتے ہیں
 سَمْعُونَ لَكِنَّا بَسْمَعُونَ
 جھوٹ بولنے کے لئے جاسوسی

لِقَوْمٍ آخِرِينَ لَمْ يَأْتُوكَ

کرتے ہیں۔ وہ دوسری جماعت

رسورۃ المائدہ رکوع ۵۷ پٹا) کے جاسوس ہیں۔ جو آپ تک نہیں آئی

وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اپنی اصلاح

کے لئے نہیں آتے تھے۔ بلکہ یہود کے سی۔ آئی۔ ڈی بن کر ان

کی جاسوسی کرنے آتے تھے۔ اپنی اصلاح کے لئے حضور کے

ارشادات نہیں سنتے تھے۔ بلکہ یہود کو رپورٹیں پہنچانے کیلئے

ان دونوں روحانی بیماریوں کا ذکر حدیث شریف میں بھی

آتا ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں ایک باب باب الریاء والسمعة

بھی ہے۔ اس باب کی چند حدیثیں ملاحظہ ہوں۔

عن محمود بن لبید

ان النبی صلی اللہ علیہ

وسلم قال ان اخوف ما

اخاف علیکم الشرك الا صغر

قالوا یا رسول اللہ وما

الشرك الا صغر قال الریاء

سرواہ احمد

عن ابی سعید الخدری

محمود بن لبید کہتے ہیں۔ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جس چیز سے میں تمہارے لئے

بہت ڈرتا ہوں۔ وہ شرک

اصغر ہے۔ صحابہ نے عرض کیا

یا رسول اللہ! شرک اصغر کیا

ہے۔ فرمایا ریاء۔

ابی سعید کہتے ہیں۔ کہ ہم

قال خرج علينا رسول
الله صلى الله عليه وسلم
ونحن ننادي المسيح
الذجال وقال الا انخبركم
بما هو اخوف عليكم
عندي من المسيح الذجال
قلنا بلى يا رسول الله
قال الشرك الخفى ان
يقوم الرجل فيصلي فيزيد
صلوته لما يرى من نظر
رجل مرواه ابن ماجه

عن عبد الله بن عمر
انه سمع رسول الله
صلى الله عليه وسلم
يقول من سمع الناس

مسیح دجال کا ذکر کر رہے
تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم تشریف لے آئے۔
اور فرمایا۔ خبردار! کیا تم کو
ایک اور بات بتاؤں۔ جو
میرے نزدیک تمہارے لئے
مسیح دجال سے خطرناک ہے
ہم نے عرض کیا۔ ہاں یا رسول
اللہ! آپ نے فرمایا وہ خطرناک
چیز شرک خفی ہے کہ آدمی نماز
کے لئے کھڑا ہوتا ہے۔ اور نماز
کو زیادہ کر دیتا ہے۔ کیونکہ کوئی
آدمی اس کو دیکھ رہا ہے۔
عبداللہ بن عمر کہتے ہیں۔ کہ
انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا جو
محض اپنے اہل کو مستہزور کرنے کیلئے

خداوند تعالیٰ اس کے ریاء کے
عمل کو اپنی مخلوق کے کانوں تک
پہنچا دے گا۔ اور اُسے ذلیل و
رہوا کرے گا۔

شہاد بن اوسؓ کہتے ہیں۔ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو یہ فرماتے سنا ہے۔ کہ جس
شخص نے دکھلانے کے لئے نماز
پڑھی۔ اس نے شرک کیا۔ جس
نے دکھلانے کو روزہ رکھا۔ اس
نے بھی شرک کیا۔ اور جس نے
دکھلانے کے لئے خیرات کی۔ اس نے
بھی شرک کیا۔

نماز اللہ کی رضا کے لئے پڑھنی چاہئے۔ لیکن لاہور میں
مجھے ایسے واقعات معلوم ہیں۔ کہ لڑکی کے والدین نے رشتہ
اس لئے دینے سے انکار کر دیا۔ کہ لڑکا نہ نماز کا پابند ہے
اور نہ واڑھی رکھتا ہے۔ لڑکے کو جب اس کا علم ہوا۔ تو
اس نے واڑھی بھی رکھ لی اور نماز بھی شروع کر دی۔ جس

بعملہ سمع اللہ بہ اسامع
خلقه وحقراء و صغراء
رواہ البیہقی فی شعبۃ الایمان

عن شہاد بن اوسؓ قال
سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم یقول من صلی
یرائی فقد اشرك ومن
صام یرائی فقد اشرك ومن
تصدق یرائی فقد اشرك
رواہ احمد

مسجد میں لڑکی کا باپ نماز پڑھتا تھا۔ اس میں نماز پڑھنے لگا۔ جب شادی ہو گئی۔ تو نہ نماز رہی نہ واڑھی۔ عربی میں کہتے ہیں۔ اذافات الشروط فالت مشروط رجب شرط ختم ہو گئی۔ تو مشروط بھی ختم ہو گیا، بعض لوگ گھر میں نہ نماز پڑھتے ہیں اور نہ روزہ رکھتے ہیں۔ لیکن سفر میں لوگوں کو دکھانے کے لئے نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ اور روزہ بھی رکھتے ہیں۔ یہ زیاد ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ان دونوں بھٹیروں سے بچائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔

اگر ہادی تنبیہ نہ کرے۔ تو یہ دونوں بھٹیڑے نیکیوں کو کھا جاتے ہیں۔ اس قسم کے لوگ اس آیت کی زد میں آتے ہیں

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْأَخْسَرِينَ
 أَعْمَالًا ۗ الَّذِينَ ضَلَّ سَعِيَهُمْ
 فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ
 يَحْسَبُونَ أَنَّهُمْ مُجْتَنِبُونَ حُرْمًا

وہ جن کی ساری کوشش دنیا کی زندگی میں کھوئی گئی اور وہ خیال کرتے ہیں۔ کہ بے شک وہ اچھے کام کر رہے ہیں۔

سورہ کہف رکوع ۱۷ پ ۱۷

ہم اس جہان میں کمانے کے لئے آئے ہیں۔ کمانا کیا ہے؟

نیکیاں۔ جن لوگوں کا اس آیت میں ذکر ہے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس جہان میں نیکوں کے تو انبار لگا دیئے۔ مگر چونکہ مادی کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے شیطان نے سب نیکیاں ضائع کر دیں۔ تربیت نہ ہو تو نہ حج نہ نماز نہ روزہ اور نہ زکوٰۃ پچیں گے۔ ریاء اور سمعہ کے علاوہ نیکوں کو برباد کرنے واسطے اور سبب بھی ہو سکتے ہیں۔ تربیت یافتہ حضرات کا ذکر اس آیت میں آتا ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ
ظَنَفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا
فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ (سورۃ
الاعراف رکوع ۲۵ آیت ۱۰)

بے شک جو لوگ خدا سے ڈرتے
ہیں۔ جب کوئی انہیں کوئی خطرہ
شیطان کی طرف سے آتا ہے۔ تو
وہ یاد میں لگا جاتے ہیں۔ پھر

- پچانک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

نیک کے کام میں شیطان غیر اللہ کا خیال لاتا ہے۔ مثلاً سویرے مسجد میں آئے تو یہ خیال لائے گا۔ کہ امام صاحب کہیں گے کہ شاں شخص بڑا نیک ہے۔ بڑی سویرے مسجد میں آجاتا ہے۔ ہر دم۔ ہر آن۔ ہر کام میں خیال لاتا ہے اگر تربیت یافتہ ہے۔ تو شیطان کے وارہ کو اخلاص کی ڈٹال

پر روکے گا۔

ہمارے قادری خاندان میں یہ مشق کرائی جاتی ہے۔
 کہ تحت الثریٰ سے عرش معلیٰ تک اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی
 نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات سبع کی مشق کرائی جاتی ہے۔
 لا بصیر الا اللہ۔ لا کلیم الا اللہ۔ لا سمیع الا اللہ۔ لا حی
 الا اللہ۔ لا قدیر الا اللہ۔ لا مرید الا اللہ۔ لا علیم الا اللہ
 یہ مشقیں اس لئے کرائی جاتی ہیں۔ کہ ہستی فنا ہو جائے۔

بہانوں اور انگریزی والوں کو تو جانے دیجئے۔ وہ تو ان
 باتوں سے بالکل کورے ہوتے ہیں۔ مدارس عربیہ کے فارغ
 التحصیل علماء میں بھی یہ رنگ نہیں ہوتا جس طرح مسافر
 خیبرمیل میں راتوں رات لاہور سے چل کر راولپنڈی پہنچ
 جاتے ہیں۔ اور راستہ میں راوی چناب۔ جہلم سب عبور
 کر جاتے ہیں۔ اور پتہ بھی نہیں چلتا۔ کہ کب یہ دریا گزر گئے
 اسی طرح مدارس عربیہ میں علمائے کرام ان چیزوں سے عبور
 کر جاتے ہیں۔ مگر اصلاح حال نہیں ہوتی۔ انگریزی وہاں ۱۴ سال
 باپ کی کمائی کھا کر بی اسے کی ڈگری حاصل کرتے ہیں
 طلبائے مدارس عربیہ ۱۴ سال تعلیم پا کر دستار فضیلت

غلبہ مذکورہ و غیرہ

بندھوا کر آتے ہیں۔ لیکن اصلاح حال نہ ان کی ہوتی ہے
 نہ ان کی یعنی امراض روحانی سے نہ وہ شفا پاتے ہیں
 اور نہ یہ شیطان لعین قدم قدم پر ریاء لاتا ہے۔ اس
 لئے ہر وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح دشمن
 کے حملہ آور ہونے سے پہلے مشین گنیں گی ہوتی ہیں۔
 تاکہ دشمن کے مقابلہ میں ان سے کام لیا جائے۔ اسی
 طرح شیطان کے مقابلہ کے لئے بھی ہر وقت اخلاص کی
 مشین گن تیار رکھنی پڑتی ہے۔ یہ بھی ایک درجہ ہے۔
 اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ریاء اور سمعہ دونوں بھیڑ لیا
 سے اپنی نیکیوں کو بچانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا
 اللہ العالمین

۱۸ ربیع الآخر ۱۳۷۹ھ مطابق ۲۲ نومبر ۱۹۵۹ء

انسان کی اصلاح اصلاح قلب پر موقوف ہے
 یہ مجلس اللہ اللہ کرنے والے احباب کے لئے ہے۔ جو
 اپنی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ بھی اللہ کا فضل ہے۔

کہ کسی کو اپنی اصلاح کی طرف متوجہ فرما دے۔ اور یہ
 نصب العین بن جائے۔ کسی کا نصب العین بنی اے۔ اور
 ایم اے۔ کر کے حکم تعلیم کی ملازمت ہے۔ کسی کا فوج
 میں افسر بننا نصب العین ہے۔ ملازمت سے ریٹائر ہونے
 کے بعد ان کا مقصد گلبرگ میں کوٹھی بنانا ہوتا ہے۔ ان
 کو خدا یاد ہی نہیں ہوتا۔

اکبر الہ آبادی مرحوم خوب فرما گئے۔
 کیا کہوں احباب کیا کار نمایاں کر گئے

بی اے ہوئے، نوکر ہوئے پشن ملی اور مر گئے

اگر اصلاح اس جہان میں ہو جائے تو بہتر ورنہ اللہ تعالیٰ
 کے ہاں روحانی امراض کے لئے ایک ہی ہسپتال ہے جس
 کا نام جہنم ہے۔ میوہ ہسپتال کی طرح اس میں مختلف وارڈ
 ہیں۔ امراض روحانی کا علم علماء کی صحبت میں ہوتا ہے
 اور ان سے شفا صوفیاء کرام کی صحبت میں ہوتی ہے۔
 میرے دو مرنی ہیں۔ ۱۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ
 ۲۔ حضرت سروٹی رحمۃ اللہ علیہ۔ دونوں سے میں نے کسی
 کتاب کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ دونوں کے دروازہ

کی گدائی کی۔ جو کچھ ملا۔ وہ دیا اللہ تعالیٰ نے لیکن ذریعہ
 وہ حضرات بنے۔ بعض حضرات جامع بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے
 سلسلہ عالیہ دیوبندیہ میں اکثر حضرات جامع چلے آ رہے
 ہیں۔ اب حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی سلمہ اللہ
 جامع ہیں۔ وہ ظاہر کے فاضل اجل اور باطن کے کامل
 اکمل ہیں۔ لیکن اسے پنجاہیو! تم میں سے اکثر اندھے
 ہیں۔ جنہوں نے ان کو نہیں دیکھا۔ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پہلے ہی دن
 دیکھ لیا تھا۔ ابو جہل تیرہ سال نہ دیکھ سکا۔ بلکہ اس
 دید سے محروم دنیا سے گیا۔ اللہ تعالیٰ وہ تمہیں آنکھیں
 عطا فرمائے۔ جن سے تم مولانا حسین احمد صاحب مدنی
 کو دیکھ سکو۔ آمین یا الہ العالمین۔ اسی لئے میں کہا کرتا
 ہوں۔ کہ اندھے سارے بنیا کوئی۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ
 بنیا سارے اندھا کوئی۔ اللہ والوں کے جوتوں کی خاک
 کو آنکھوں کا سرمہ بنایا جائے۔ تو باطن کی بنائی حاصل
 ہوتی ہے۔ پھر انسانوں میں سے کوئی سُور۔ کوئی کتا۔ کوئی
 بھڑیا نظر آتا ہے۔

اس قسم کے دو حضرات سے مجھے بھی ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ ان میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے دوسرے زندہ ہیں۔ دونوں نے مجھے بتلایا کہ ان کو کوئی سورا کوئی کتا۔ کوئی بیڑیا نظر آتا ہے۔ جس کو ہم انسان سمجھتے ہیں۔ یہ انسانیت کا سائز ہے۔ انسانیت اگر آئے گی تو اسی میں آئے گی۔ انبیاء علیہم السلام انسان بناتے ہیں۔ انسان کی اصلاح کے معنی ہیں۔ کہ خدا اس سے راضی ہو جائے۔ انسان کی اصلاح اس کے قلب کی اصلاح پر موقوف ہے۔ اصلاح شدہ قلب کے متعلق

قرآن مجید میں فرماتے ہیں۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا
بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (سورہ الشعراء

رکوع ۱۵، آیت ۱۰)

حقیقی محبت سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی سے نہ ہو
نہ بیوی سے نہ اولاد سے۔ نہ جائیداد سے نہ برادری
سے اور نہ سوائے خدا کے کسی کا ڈر ہو۔ یہ قلب

سليم ہے۔ یہ ہے۔

اصلاح قلب

یہ تو قرآن مجید تھا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد بھی سنتے۔

والہو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت

ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا۔ جس نے محبت

رکھی تو اللہ کے لئے اور دشمنی

رکھی تو اللہ کے لئے اور دیا تو

اللہ کے لئے اور دینے سے ہاتھ روکا

تو اللہ کے لئے پس تحقیق اس نے اپنا ایمان

مکمل کر لیا۔

عَنْ أَبِي أَمَامَةَ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ

لِلَّهِ وَأَعْطَى لِلَّهِ وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ

أَسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ

ع۔ تواضع زگر دن فرزاں نکوست

گداگر تواضع کند خوئے اوست

خدا کی رضا کے لئے مفید ہے۔ تو غیروں سے بھی دوستی

رکھے۔ لیکن اگر خدا کی رضا کے منافی ہو تو اپنے پاس

اولاد بھائی اور برادری سے بھی دوستی نہ رکھے۔ قرآن مجید

میں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ
بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ يُوَادُّونَ
مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ
كَانُوا آبَاءَهُمْ
أَوْ أَبْنَاءَهُمْ
أَوْ إِخْوَانَهُمْ
أَوْ عَشِيرَتَهُمْ
أُولَئِكَ كَتَبَ فِي
الْإِنشَانِ الْإِيمَانَ
الْأَبَدِ سوره المجادلہ - رکوع ۲۷

(پہلے)

راپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے
جو اللہ اور قیامت کے دن پر
ایمان رکھتی ہو اور ان لوگوں سے
بھی دوستی رکھتے ہوں۔ جو اللہ
اور اس کے رسول کی مخالفت
کرتے ہیں۔ گو وہ ان کے باپ
یا بیٹے یا بھائی یا گنے کے لوگ
ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی وہ لوگ
ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان لکھ
دیا ہے۔

خدا کی محبت میں رخصتہ انداز نہ ہو تو ہم باپ۔ اولاد
بھائی اور برادری سب سے دوستی رکھیں گے۔ اگر ان کی
دوستی اللہ کی محبت میں رخصتہ انداز ہوگی۔ تو ہم سب کو
کاٹ کر پھینک دیں گے۔ پنجابی اکثر کہا کرتے ہیں۔ مولوی
صاحب بات تو ٹھیک کہتے ہیں۔ پر ہم نے کہیں سے رشتہ
لینا ہوا اور کہیں دینا ہوا۔ میں کہا کرتا ہوں کہ ”پر“ کفر
ہے۔ ان کی اس سے مراد یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم شریعت
پر عمل نہیں کریں گے۔ یہ بد نصب مسلمان ہیں۔ جن کو

کوئی ہادی نہیں ملا۔

یہ یاد رکھئے۔ کہ جو لڑکی ہماری تقدیر میں لکھی ہے۔ اس کو دوسرے جا نہیں سکتا۔ وہ ہمارے گھر آکر رہیگی خواہ اس کے والدین رشتہ دینے سے انکار بھی کریں اور جو لڑکی ہماری تقدیر میں نہیں ہے۔ وہ ہمارے گھر آ ہی نہیں سکتی۔ خواہ ہم لاکھ جتن کریں۔

میں عرض کر چکا ہوں کہ اصلاح کا مدار اصلاحِ قلب پر ہے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

و بے شک انسان کے جسم میں
البتہ ایک گوشت کا ٹکڑا ہے
جب وہ درست ہو جائے تو
سارا جسم درست ہو جاتا ہے
اور جب وہ بگڑ جائے تو سارا جسم بگڑ
جاتا ہے۔ خبردار اور وہ گوشت کا ٹکڑا
دل ہے۔

ان فی الجسد لمضغۃ
اذا صلحت صلح الجسد
كله واذا فسدت فسدت
الجسد كله الا وہی القلب

دل ہادی کی صحبت میں ٹھیک ہو جاتا ہے۔ قاعدہ بغدادی بھی نہیں آتا۔ جب تک استاد سے نہ پڑھا جائے۔ دل کی

اصلاح کے معنی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پرواہ نہ ہو۔ بے دین برادری اکثر یہ دھکی دیتی ہے۔ کہ اگر باجے نہ بجائے تو ہم جنازہ کو کندھا نہ دیں گے۔ اگر تربیت یافتہ ہے تو وہ جواب دے گا کہ خدا کرے تم جیسے بے دین میرے جنازہ کو کندھا نہ ہی دیں۔ جنازہ دفن کرانا اللہ کا کام ہے۔ کیا لاوارث جنازوں کو کارپوریشن کا عملہ دفن نہیں کرتا۔ تم تو ریاکار ہو۔ اور دکھلاوے کے لئے کندھا دیتے ہو۔ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو وہ اپنے نیک بندے یا فرشتے بھجوا دے گا۔ ہم فقط اللہ تعالیٰ کے ہیں جو اس کے ساتھ رہتے ہوئے ہمارے ساتھ رہ سکے۔ ہم اس کے ساتھ بنا بیٹھے۔ جو اس تعلق میں خلل انداز ہوگا۔ ہم اس کی پرواہ نہ کریں گے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بیوی۔ بچے۔ بہن۔ بھائی سب طمع کے یار ہیں۔ مرد کو بیوی وہ پیاری لگتی ہے۔ جو بھنگن کا کام بھی پورا کرے۔ دھوبن۔ درزن۔ اور باورچین بھی ہو۔ بے طمع کا یار آسمان پر اللہ تعالیٰ۔ اور زمین پر رحمتہ للعالمین ہیں۔ یا پھر اللہ والوں کو بے طمع کا یار دیکھنا

میں نے اپنے دونوں مریبوں کو کبھی ایک پیسہ بھی نذرانہ نہیں دیا تھا۔ اس وقت اتنی وسعت ہی نہیں تھی جب اللہ تعالیٰ بیس یا پچیس روپیہ کہیں سے دلوادیتے کچھ بیوی بچوں کو دے دیتا اور کچھ راستہ کا خرچ رکھ لیتا۔ باقی ریل کا کرایہ ادا کر کے ان کے حضور میں پہنچ جاتا۔ مجھے دونوں حضرات سے عشق تھا۔ اور ان کو مجھ سے بے حد محبت تھی۔ جب میں حاضر خدمت ہوتا تو حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ پھولے نہ سماتے۔ سب سے فرماتے میرا بیٹا آگیا۔ ہماری اماں کو کہلا بھیجتے کہ احمد علی آیا ہے۔ اس کے لئے گیہوں کی روٹی شہد اور بکٹن بھجو۔ کیونکہ ان کے ماں اکثر جوار کی روٹی پکتی تھی۔ کھانا کھلانے کے بعد فرماتے۔ بیٹا! تھکے ہو گے اب سو رہو۔ پھر باتیں کریں گے۔

اصلاحِ قلب کے معنی عرض کر چکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاحِ قلب فرمائے۔ آمین یا اللہ العلیین اصلاحِ قلب قیامت کے دن کام آئے گی۔ اس دن نہ مال نہ اولاد کام آئے گی۔

ع - دلا تو رسم تعلق زمرغ آبی جو
گرچہ غرق بد ریاست خشک پر برخواست

یہ نظارہ سمندر میں دیکھنے میں آتا ہے۔ ایک پرندہ پانی
کی سطح پر بیٹھا ہوا ہے۔ ایک موج آتی ہے اور اس کے
اوپر سے گزر جاتی ہے۔ اسی طرح دوسری تیسری موج گزر
جاتی ہے۔ مگر وہ اپنی جگہ پر بیٹھا رہتا ہے۔ جب اڑنا
چاہتا ہے۔ تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے پروں کو
پانی لگا ہی نہیں۔ مسلمان کو اس طرح سے دنیا میں زندگی
بسر کرنے کا حکم ہے۔ کہ سب میں رہے۔ مگر سب کو غیر
سمجھے۔ ولی تعلق فقط اللہ تعالیٰ سے ہو۔

ع گفتن و کردن فرقی دارو

جو کچھ اصلاحِ قلب کے متعلق ہیں عرض کر گیا ہوں
یہ تو قال ہے۔ اس کو حال بنانے کے لئے کسی صاحبِ حال
کی ممتد صحبت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ
کو اس کو اپنا حال بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا
الہ العلیین۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ یہ کسی کا
حال ہو جائے۔ اس پر استقامت یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل

ہے۔ اس لئے اللہ والے فرماتے ہیں۔
 اطلبوا الاستقامة ولا تطلبوا الحرام فان
 الاستقامة فوق الحرام۔

ترجمہ:- (اللہ تعالیٰ سے) استقامت کی دعا کرو۔ کرامت
 نہ مانگو۔ استقامت کرامت سے بالاتر ہے کرامت۔ صاحب
 کرامت کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ استقامت صاحب استقامت
 کو دے دی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی اصلاح قلب فرمائے امین یا اللہ العالمین
 ۲۵ ربیع الآخر ۱۳۶۴ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۵۴ء

مسلمانوں کو صحت جسمانی کے علاوہ صحت

روحانی کی بھی ضرورت ہے

صحت جسمانی کے تو سب خواہاں ہیں۔ ہندو۔ سکھ۔ عیسائی
 یہودی اور پارسی غرضیکہ سارا جہان صحت جسمانی چاہتا ہے
 یہی صحت روحانی کا قانون فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کی امت کے پاس ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس۔ اس کا

خیال حضور کی امت کو بھی بہت کم ہے۔ ۷۳۔ فرقوں میں سے صرف مانا علیہ و اصحابی واسے ایک فرقہ کو اس کا خیال ہے۔ اے مسلمان! تمہیں تو دونوں قسم کی صحت کی ضرورت ہے۔ جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ تمہیں تو کلہ کے اقرار کی برکت سے روحانی صحت کی بھی ضرورت ہے ان کو تو اعلیٰ درجہ کی سواری۔ مکان اور لباس چاہئے کھانا بھی اعلیٰ قسم کا ہو۔ غرضیکہ وہ چاہتے ہیں۔ کہ ساری دولت ان کے ہاں ہی سمٹ کر آجائے۔ وہ اس سے آگے نہیں بڑھتے۔ اے مسلمان! جب تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہے۔ تو تیرے ذمہ اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے۔ لیکن وہ علی العرش استوی ہے۔ زمین پر اللہ تعالیٰ کے نمائندے حضور ہیں۔ اس لئے آپ کی تابعداری اللہ کی تابعداری ہے۔ قرآن مجید میں فرماتے ہیں وَمَا آتَا سَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ۔ اور ہم نے کبھی کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اسی واسطے کہ

(سورہ النساء رکوع ۹ پٹ) اللہ کے حکم سے اس کی تابعداری
کی جائے۔

کیونکہ حضور دین کے معاملہ میں اپنی طرف سے کچھ
نہیں فرماتے۔ جو کچھ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف
سے القا ہوتا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
(سورہ النجم رکوع ۳ پارہ ۲۷)

اور نہ وہ اپنی خواہش سے
کچھ کہتے ہیں۔ یہ تو وحی ہے
جو ان پر آتی ہے۔

اس لئے حضور کا ارشاد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا۔
انگریز کے زمانہ میں لندن سے اعزازی القاب آیا
کرتے تھے۔ اگر کوئی مسلمان دل کھول کر سرکار کی خدمت
کرتا تھا۔ تو اس کو "خان صاحب" کا لقب عطا ہوتا تھا۔
پھر دل کھول کر خدمت کی تو "خان بہادر" بنا دیا۔ پھر دل
کھول کر خدمت کی تو "سر" بنا دیا۔ اسی طرح ہندو کو
"راسے صاحب" اور "رائے بہادر" سکھ کو "سردار صاحب"
اور "سردار بہادر" بنا دیتا تھا۔ شاہ لندن کو کیا پتہ تھا کہ
کون حکومت کی خدمت کرتا ہے۔ ضلعے کا ڈپٹی کمشنر لکھتا

تھا۔ تو وہاں سے القاب آجاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے زمین پر نمائندہ ہیں۔ جس سے آپ ناراض اس سے اللہ تعالیٰ ناراض۔

اے مسلمان! تجھے صحت جسمانی کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ تو اترھا نہ ہو بینا ہو۔ برہ نہ ہو تیری قوت شنوائی ٹھیک ہو۔ لنگڑا نہ ہو پاؤں سلامت ہوں۔ غرضیکہ تمام اعضاء درست ہوں تاکہ دین و دنیا کے کام بخوبی سرانجام دے سکے۔ لیکن صحت جسمانی سے زیادہ مسلمان کو صحت روحانی کی ضرورت ہے۔ اکثریت کو جسمانی صحت ہی پیش نظر ہے روحانی صحت کا خیال ہی نہیں۔ انگریز مسلمان کو پاگل بنا گیا ہے۔ پاگل کو پاگل کہہ کر دیکھئے وہ آپ کو۔ آپ کے باپ کو اور آپ کے دادا کو پاگل بنا کر دم لے گا یہ پڑھے لکھے جن اور روحانی پاگل ہیں۔ جو اسلام کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اگر کوئی ان کی بے دینی پر ان کو تنبیہ کرے تو اس سے لڑتے اور الٹا گالیاں دیتے ہیں۔ یہ انگریز کی پیدا کردہ نسل ہے۔ جہاں انگریز کا اثر نہیں پہنچا تھا۔ وہاں کے لوگوں کو نماز کے لئے کہا

جاٹے تو وہ شرمائیں گے۔ اپنی کمزوری کا اقرار کریں گے اور کہیں گے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی صحت جسمانی اور صحت روحانی دونوں درست فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

جسم مٹی سے بنا ہے اس کی غذا زمین سے پیدا ہوتی ہے۔ روح عالم ملکوت سے آئی ہے۔ عالم ملکوت کے رہنے والوں کی غذا ذکر الہی ہے۔ وہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں۔ اس لئے روح کی غذا بھی ذکر الہی ہے۔

وَيَسْأَلُكَ عَنِ الرُّوحِ قُلُوبُ
الرُّوحِ مِنْ أَمْرِ رَبِّي
وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ
إِلَّا قَلِيلًا (سورہ نبی اسرائیل
رکوع ۱۵، ۱۶)

اور یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ دیکھئے روح میرے رب کے حکم سے ہے۔ اور تمہیں جو علم دیا گیا ہے۔ وہ بہت

یہی مختور ہے)

جب روح کو عالم ملکوت سے لاکر اس پنجرہ میں قید کیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی ربوبیت نے تقاضا کیا کہ اس کو یہاں عالم ملکوت کی غذا بہم پہنچائی جائے یہ

قاعدہ ہے۔ کہ بادشاہ جب کسی جانور کو قید کر کے لاتے
 ہیں تو اس کو اپنے موطن اصلی میں جو غذا ملتی تھی۔
 وہی قید خانہ میں بھی دیتے ہیں۔ چڑیا گھر میں شیر کو
 بارہ مہینے گوشت۔ طوطے کو میوہ جات اور بارہ سگھے
 کو گھاس کھلاتے ہیں۔ کچھ دن ہوئے میرا چھوٹا لڑکا
 مولوی حمید اللہ مجھے چڑیا گھر لے گیا۔ وہاں میں نے دیکھا
 کہ ایک جگہ بڑے بڑے سانپ (اڑوا) ہیں۔ وہ سوئے
 ہوئے تھے۔ اور پاس چوہے پھدک رہے تھے۔ یہ ان
 کی غذا ہے۔ وہ جب اٹھیں گے۔ تو چوہے کھالیں گے
 انسان چونکہ جسم اور روح دونوں کا مجموعہ ہے۔
 اس لئے صحت مند انسان کو دونوں قسم کی غذاؤں کی
 ضرورت ہے۔ جسمانی صحت کی علامت یہ ہے کہ جسم کو
 کھانے پینے کی چیزوں کی اشتہا پیدا ہو کھانے کے
 بعد غذا ہضم ہو جائے۔ اسی طرح روحانی صحت کی علامت
 یہ ہے۔ کہ رُوح کو ذکر الہی کی اشتہا ہو۔ اور ذکر کے
 بعد طبیعت میں سرور پیدا ہو۔ مؤذن جب نماز کے لئے
 حی علی الصلوٰۃ کہہ کر بلاتا ہے۔ اگر مسلمان خوشی سے آتا ہے

تو سمجھا جائے گا۔ کہ اس کی روحانی صحت بحال ہے دوکاندار ہے تو دوکان کے آگے کپڑا تان دے گا۔ سرکاری ملازم ہے تو کرسی سے اٹھ کھڑا ہوگا۔ نماز میں آنے والوں کو کیا ملے گا، فلاح کا تمغہ ملے گا۔ حی علی الفلاح۔ اگر کھانے پینے کی چیزوں کی اشتہاء نہ ہو۔ اور کچھ کھائے تو ہضم نہ ہو۔ تو کہا جائے گا کہ جسمانی صحت بگڑی ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر روح کو ذکر الہی کی اشتہاء نہ ہو تو کہا جائے گا کہ روحانی صحت بگڑی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی دونوں صحتیں درست فرمائے۔ امین

یا الہ العالمین۔

دونوں قسم کی صحتیں اگر بگڑ جائیں تو دونوں کی بحالی کے اسباب ہیں۔ جسمانی صحت میں موت کا تو کوئی علاج نہیں۔ عام طور پر کہا جاتا ہے۔ کہ جب تک سانس تپ تک آس۔ موت کے سوا ہر بیماری سے شفا کی امید رہتی ہے۔ اور آخری دم تک علاج کیا جاتا ہے۔ روحانیت میں بھی یہی ہے۔ اگر ملعون نہیں ہوا تو ہادی کے علاج سے روحانی امراض سے شفا ہو جائے گی۔ مسلمان کی

موجودہ بے دینی میں ستر فیصدی حرام اور مشتبه مال کا
 دخل ہے۔ جس کی آمدنی حرام کی ہے۔ اس کے بیوی
 بچوں کو اول تو عبادت کی توفیق نہ ہوگی اگر کریں گے
 تو قبول نہ ہوگی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں
 إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ
 إِلَّا طَيِّبًا
 بے شک اللہ تعالیٰ پاک
 ہے نہیں قبول کرتا مگر پاک
 چیز کو۔

حرام اور مشتبه مال کھانے والوں کو نماز کی توفیق
 نہیں ہوتی۔ اگر کوئی زبردستی لے آئے یا شرم کے
 مارے آجائیں تو نماز میں نہ دل لگتا ہے۔ اور نہ
 لذت آتی ہے۔ بے دینی کا بیس فیصدی سبب نا اہلوں
 کی صحبت ہے۔ دیندار مسلمانوں کے پچھے دسویں جماعت
 تک ٹھیک رہتے ہیں۔ دسویں جماعت میں گئے۔ ادھر
 جوانی کا بھوت سر پر سوار ہوا۔ نا اہلوں کی صحبت
 میں گئے اور آوارہ ہو گئے۔ دس فیصدی سبب بے دینیوں
 کے ماتھے سے لوث ہو کر کھانے پینے کی چیزوں کا
 آنا ہے۔

میرا دل چاہتا تھا۔ کہ لاہور سے کچھ فاصلہ پر ایک
 تربیت گاہ بنائی جائے۔ جس کے چاروں طرف قد آدم
 دیوار ہو۔ اس دیوار میں فقط ایک دروازہ ہو۔ اندر
 رہنے کے کمرے ہوں۔ جو احباب اپنی تربیت کرانا چاہیں
 ان کو اس میں رکھا جائے۔ ان کے کھانے کے لئے ٹسٹ
 کر کے گندم اندر بھیجی جائے۔ وہ ۲۴ گھنٹے با وضو رہیں
 اپنے ہاتھ سے گندم کو چکی میں پیسیں۔ اندر خود ہی
 بستری بویں میں وقتاً فوقتاً جا کر ان کو ذکر الہی کا
 پروگرام بتلاؤں وہ اس کو بنھائیں۔ اس طرح ۲۱ دن
 تک خالص حلال اور طیب رزق ان کو کھلایا جائے۔
 اور ذکر الہی کرایا جائے تو مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل
 سے امید ہے کہ وہ ان کو نورِ باطن نصیب فرمائیں
 پھر عبادت میں وہ لذت نصیب ہوں گی کہ اس کے مقابلہ
 میں دنیا کی سب نعمتیں بیچ نظر آئیں گی۔ چند احباب
 اچھرہ کے پاس ایک ٹکڑہ زمین دیکھنے کے لئے گئے
 بھی تھے۔ ان میں سے خواجہ عبدالوحید اور مولوی
 علاؤ الدین صدیقی کے نام تو مجھے یاد ہیں۔ خواجہ صاحب

کراچی چلے گئے۔ صدیقی صاحب دوسری طرف لگ گئے
یہ سکیم ختم ہو گئی۔

کریاں را بدست اندر در ہم نیت

خداوندان نعت را کرم نیت

جن کو اللہ تعالیٰ نے دولت دی ہے۔ ان کو ان

چیزوں کا خیال نہیں اور جن کو خیال ہے۔ ان کے پاس
دنیوی وسائل نہیں۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی جسمانی اور روحانی
دونوں صحتوں کو درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے
آمین یا الہ العالمین۔

۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ۶ دسمبر ۱۹۵۶ء

جب تک باطن کی اصلاح نہ ہو اس وقت

تکسیر صحیح طریقہ سے شریعت پر عمل نہیں ہو سکتا

عام طور پر مسلمانوں کی یہ حالت ہے کہ شریعت کا حکم

طبیعت کے مطابق ہو تو اس پر علی الاعلان اور بڑے شوق سے عمل کرتے ہیں۔ اور طبیعت کے خلاف ہو۔ تو ٹال مٹول کریں گے اور چیلے بہانے بنائیں گے یہی حالت جہاں کی ہے اور یہی نا تربیت یافتہ علماء کی طبیعت شریعت کے تابع ہو کر چلے جو حکم ملے اس پر عمل کیا جائے۔ اس کی فقط ایک تدبیر ہے کہ ہادی کی صحبت میں باطن کی اصلاح ہو جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت ایک لاکھ کے قریب صحابہ کرام تھے۔ ہمارا ایمان ہے کہ سبھی جنتی ہیں۔ صدیق اکبرؓ ابوذر غفاریؓ اور دو چار اور صحابہ کرامؓ کے سوا پہلے سب بت پرست تھے۔ جاہلیت کی رسموں میں غرق تھے۔ ہادیؐ نے آکر درست کیا۔ جس محنت سے کیا دنیا جانتی ہے۔ اب بھی انسان کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔ جب تک ہادی کی صحبت نصیب نہ ہو شریعت کے دو حصے ہیں۔ ایک وہ جس کا تعلق خالق سے ہے۔ دوسرا وہ جس کا تعلق مخلوق خدا سے ہے دوسرے حصہ پر عمل کرنے میں اثابیت اور جاہ طلبی

مانع آتی ہے۔ جب تک یہ نہ نکلیں اصلاح نہیں ہوتی
 ہادی کی برکت سے یہ دونوں نکل جاتی ہیں۔ ہادی کو
 اپنی توجہ سے طالب کے قلب کو بہت مانجنا پڑتا ہے
 بشرطیکہ طالب ہادی سے وابستہ رہے۔ جب تک یہ
 دونوں روحانی بیماریاں نہ نکلیں۔ مخلوق خدا سے تعلق
 درست نہیں ہو سکتا۔ مثلاً اگر بیوی پیاری ہے۔ تو
 سبحان اللہ! سب کچھ اسی کا ہے۔ جو مانگے سب کچھ
 لا کر دیتے ہیں مجال کیا ہے۔ کہ اس کی فرمائش پوری
 نہ کریں۔

وَ عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ
 (سورۃ النساء رکوع ۱۲ پی) طرح سے زندگی بسر کرو اور پھم
 عمل بھی ہے۔ اگر دل سے اتر گئی تو نکاح نہ آنا اور
 نہ وال لا کر دیتے ہیں۔ پھر عَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ بھول
 گئے۔ کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔

صلہ رحمی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے

ہیں۔

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ ابْنِ عُمَرَ رَوَّاهُ رَوَّاهُ رَوَّاهُ رَوَّاهُ
 ابن عمر روایت کرتے ہیں۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ لَيْسَ الْوَأَصِلُ بِالْكَافِي
 وَلَكِنَّ الْوَأَصِلَ الَّذِي إِذَا
 قُطِعَتْ مَرْحِمُهُ وَصَلَهَا
 (رواه البخاری)

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا صلہ رحمی کرنے والا
 وہ نہیں جس کے ساتھ صلہ رحمی
 کی جاتی ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے
 والا وہ ہے جو ٹوڑنے والے
 سے جوڑ دے۔

اگر بھائی بہنوں سے خوش ہیں اور انہوں نے لڑکی کا
 رشتہ ان کے بیٹے کو دے رکھا ہے۔ تو ان کو ہر موقعہ
 پر بلاتے ہیں۔ گھر میں پھل فروٹ جو کچھ آتا ہے سب
 میں سے ان کو بھیجتے ہیں۔ پھر حضورؐ کا یہ ارشاد بھی
 یاد ہے اور صلہ رحمی کا حق بھی ادا ہو رہا ہے۔ اگر
 ان سے ناراض ہیں تو وہ دیوار با دیوار بھی ہیں تو
 نہیں بلائے۔ پانچ میل سے دفتر کے دوست آئیں گے
 پھر نہ حضورؐ کے اس ارشاد کی پرواہ ہے۔ اور نہ
 صلہ رحمی کا خیال ہے۔ اگر طبیعت شریعت کے احکام
 کو نہیں مانتی تو شریعت حذف ہو جاتی ہے۔ ہادی آکر
 درست کرتا ہے۔ بشرطیکہ کوئی ہادی مل جائے۔ اسی لئے

میں کہا کرتا ہوں۔ کہ موتی ملنے آسان ہوتے ہیں۔ مگر ہادی
کا ملنا اس سے زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ وہ نایاب نہیں
کم یاب ہیں۔ اگر ہادی مل بھی جائے تو ان سے ہر شخص
اپنی اصلاح نہیں کرا سکتا۔

ع۔ تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں نشنہ می آرد سکندر را

ہادی کے لئے پہلی شرط ہے کہ وہ کتاب و سنت کا
تابع ہو۔ اسی لئے ہیں کہا کرتا ہوں کہ ایک شخص آسمان
پر اُڑتا ہوا ٹکڑے آئے۔ اگر اس کا فعل کتاب و سنت
کے خلاف ہے تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا گناہ
ہے۔ اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اگر ہو جائے تو
توڑنا فرض عین ہے

آپ کے دادا پیر حضرت امرونی رحمۃ اللہ علیہ جو
شجرہ میں بائیں طرف ہیں۔ وہ عالم بھی تھے۔ انہوں نے
قرآن مجید کا سندھی میں ترجمہ کیا تھا۔ ان کی روح کو
تو اب پہنچانے کے لئے اب ہیں نے اس کو ساتویں بار
چھپوایا ہے۔ ان کا ترجمہ سندھ میں بہترین سمجھا جاتا ہے

اور بہت مقبول ہے۔ دائیں طرف واسے حضرتنا دین پوری
 رحمۃ اللہ علیہ عالم نہ تھے۔ لیکن انہوں نے ایک عالم رکھا
 ہوا تھا۔ جس کا سارا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا تھا۔ بعد میں
 ان کو اپنی صاحبزادی کا رشتہ بھی دے دیا تھا۔ ان
 سے صبح قرآن مجید کا درس سنتے تھے۔ اور عصر کے بعد
 بخاری شریف کا جب درس شروع ہوتا تو حضرتنا اپنی
 چادر پچھا دیتے تھے۔ جب چادر اٹھا لیتے تو مولوی صاحب
 سمجھ جاتے اور درس بند کر دیتے۔ یہ سبب اہتمام اس
 لئے فرمایا تھا کہ کوئی قدم شریعت کے خلاف نہ اٹھائے
 میں عرض کر چکا ہوں کہ شریعت کے دو حصے ہیں
 مخلوق خدا کے ساتھ جس حصے کا تعلق ہے۔ اس میں ہیں
 آئے آتی ہے "ہیں" مرے گی تو حضور کے مندرجہ بالا ارشاد
 پر صحیح معنوں میں عمل ہو سکے گا۔ جن کی "ہیں" نہیں مرتی
 خوشی کے موقع پر ان سے چپا کہا جائے کہ بہن بھائی
 کو بھی بلا لیجئے تو جواب دیں گے کہ کیا میں اسی باپ
 کا بیٹا نہیں ہوں۔ میں ان سے بڑا ہوں ان کو میرے
 پاس آنا چاہیے۔ میں کیوں جاؤں؟ اگر شریعت کا ذکر کیا

جائے تو جواب ملے گا۔ کہ مولوی تو اُلٹی باتیں کرتے ہیں
 حضرت زین پوری رحمۃ اللہ علیہ کا ایک زمیندار خادم تھا
 کسی بات سے حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ناراض ہو گیا۔
 بیعت کے بعد ۳۲-۳۳ سال تک زندہ رہا۔ اور بقیہ تمام
 زندگی حضرت کے خلاف مقدمہ بازی کرتا رہا۔ حضرت ساری
 عمر اس پر شفقت فرماتے رہے۔ اس نے ایک دفعہ سرکاری
 درخت کاٹ لیا۔ پولیس نے گرفتار کر لیا۔ تو حضرت نے
 سزا سن فرما کر چھوڑوا دیا۔ اور درخت کی لکڑی بھی دلو
 دی۔ کہ شاید اس پچارے کو ضرورت ہوگی۔ حضرت حج
 پر تشریف لے جانے لگے۔ تو اس کے ہاں چل کر گئے۔
 اور اس سے معافی مانگی۔ یہ ہے انانیت کا فنا ہونا۔ جن
 پر رنگا چڑھا ہوا ہو۔ وہ اس طرح زندگی بسر فرماتے
 ہیں۔ یہ چیز اللہ والوں کے ہاں ملتی ہے۔ کسی نے کہا
 ہے۔ ع۔ صدقے میں تیرے ساتی مشکل آسان کر دے

ہستی میری مٹا دے خاک بے جان کر دے

جب میں نہ رہے گی اور ہستی فنا ہو جائے گی۔ تو

خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ

مجھے اور آپ کو اپنی ہستی فنا کرنے کی توفیق عطا فرمائے
 آمین یا الہ العالمین۔ مادی ہستی فنا کر کے رکھ دیتا ہے۔
 وہ مانج کر رکھ دیتا ہے۔ بشرطیکہ شیخ کامل ہو۔ اور طالب
 صادق ہو۔ کامل کی صحبت میں رنگ چڑھتا ہے۔ گھوڑا
 منہ زور اور تیز رفتار ہوتا ہے۔ جب چابک سوار سدھا دیتا
 ہے۔ تو ٹھیک چلتا ہے۔ اسی طرح مادی سدھاتا ہے۔ وہ
 سکھاتا ہے۔ کہ خلق خدا کے ساتھ کس طرح چلنا چاہئے۔
 پھر یہ سیدھا چلتا ہے۔ میں اپنے آپ کو کسی سے پاکیز
 نہیں سمجھتا۔ ممکن ہے کہ میں آپ سب سے زیادہ گنہگار
 ہوں۔ دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ میری مغفرت فرمائے۔

میرے دونوں مربیوں نے میری ہستی فنا کر دی۔ اللہ تعالیٰ
 ان کی قبروں پر کروڑیں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین
 اما بنعمت ربك فحدثنا۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے
 ماتحت کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جیسا میں نے مدرسہ قائم
 العلوم بنایا تو غیر تو پہلے ہی خلاف تھے۔ اپنے بھی خلاف
 ہو گئے۔ اخبارات میں میرے خلاف مضامین شائع کئے گئے
 خبریں شائع کرائیں اور اپنے مواد بہم پہنچائے۔ اندھوں کے

اسکول میں جلسے کئے گئے۔ غازی خدا بخش صاحب غصے میں
 بھرے ہوئے ایک دن میرے پاس آئے۔ کہ آپ ہمیں
 اجازت کیوں نہیں دیتے کہ ہم جواب دیں ہمارے ماتھے
 میں بھی قلم ہے۔ ہمیں بھی لکھنا آتا ہے۔ اور ہمارے منہ
 میں بھی زبان ہے۔ میں نے ان کو ٹھنڈا کر کے بھیج دیا
 میرے خلاف یہاں تکساء بہتان طرازی کی گئی کہ میں نے یہ
 مدرسہ عورتوں کے رکھنے کے لئے بنایا ہے۔ میرے سامنے
 اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تھا۔

فَسْتَبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ بِأَبْصِرُ
 الْمَفْتُونِ اسورة النجم رکوع ۲۹ اور وہ بھی دیکھ لیں گے۔ کہ تم
 میں سے کون دیوانہ ہے

تھانہ بھون حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت
 میں میرے خلاف کفر کا فتوے لینے کے لئے لکھا گیا
 انہوں نے ان کو غلطی پر اور مجھے حق پر ثابت کیا بعض
 دوستوں نے وہاں سے فتوے کی نقل منگوا کر وکیلوں
 سے بھی مشورہ کیا تا کہ ان کے خلاف ہتک عزت کا
 دعوے دائر کیا جائے۔ وکیلوں نے کہا کہ احمد علی دعوے

گر سکتا ہے مولوی کریم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو گورنمنٹ
 کالج لاہور میں عربی کے پروفیسر تھے وہ مخلص تھے۔ مگر
 مخالفین کے بہکاوے میں آکر میرے خلاف ہو گئے تھے۔
 وہ ایک دن میرے بڑے بڑے لڑکے مولوی حبیب اللہ سے ملے
 اور کہنے لگے۔ کہ تیرے باپ میں ایک خوبی دیکھی ہے۔
 کہ اس نے مخالفین کے حق میں ایک لفظ بھی منہ سے
 نہیں نکالا مدرسہ قاسم العلوم کے مقابلہ میں مدرسہ بنایا گیا
 انجمن خدام الدین کے مقابلہ میں انجمن بنی۔ لیکن نہ مدرسہ رہا
 اور نہ انجمن رہی۔ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ دیکھ رہا تھا
 وہ ان کے دلوں کی نیتوں کو بھی جانتا تھا۔ اور میرے دل
 کی نیت کو بھی ایک عالم جس نے مجھ سے قرآن مجید پڑھا
 تھا۔ حنفیت سے علیحدہ ہو کر اہلحدیث ہو گئے تھے۔ وہ
 ایک دن مجھے دیکھ کر لسوڑیاں والی مسجد میں گھس گئے
 میں ان کے پیچھے گیا اور پیچھے سے جا کر ان کو بغل گیر
 کر لیا۔ میرا اس میں کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ میرے دونوں
 عزیزوں کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہستی فنا کر دی
 ہے اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ والوں کے جوتوں

کی خاک میں سے وہ موتی ملتے ہیں۔ جو بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ نہیں ہوتے۔

خدا کے ساتھ سیدھا چلنے میں نفس اڑے آتا ہے۔ نفس کو مسلنے کی تدبیر ہادی بتلاتا ہے۔ اس کا سبب حرام او مشتبہ مال کا استعمال ہے۔ ہم نے اگر بچیس رکھی ہوئی ہے اور اس نے کسی کے کھیت سے اس کی بلا اجازت دو چار لقمے کھائے تو اس کا دودھ مشتبہ ہو گیا۔ رشوت چوری، ڈاکہ وغیرہ سے حاصل شدہ مال حرام ہو جاتا ہے **الْحَرَامُ يَنْجُرُ إِلَى الْحَرَامِ**۔ ترجمہ: حرام مال حرام کی طرف لے جاتا ہے، جو لوگ اپنے بیوی بچوں کو حرام مال کھلاتے ہیں۔ یہ ان کو خدا کی طرف نہیں آنے دیتا مشتبہ اور حرام مال سے بچنے کے لئے ہادی کی نگرانی ضروری ہے لیکن ایسا ہادی جو باطن کا بینا ہو۔ لاکھوں میں کوئی ہو گا حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک غلام تھا۔ اس نے آپ کو کھانے کی کوئی چیز لا کر دی۔ انہوں نے کھالی بعد میں جب اس سے دریافت کیا۔ تو اس نے بتلایا کہ جاہلیت کے زمانہ میں اس کا ایک دوست تھا۔ جس کو وہ غائب کی من گھڑت

ہاتھیں بتلایا کرتا تھا۔ اس نے وہ چیز مجھے دی تھی۔ آپ نے
 نے اس کے بعد انگلی ڈال کر قے کر دی۔

یہ ہے مشتبہ مال سے بچنا اَللّٰهُ کے پاک نام کی
 برکت سے یہ درجہ بھی آتا ہے۔ جس میں حلال حرام کی
 تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ مقصود بالذات نہیں۔ لیکن اگر
 ایسا شخص مل جائے تو اس کی نگرانی میں رہے۔ جو کھائے
 یا پیئے۔ اس کو دکھا کر کھائے یا پیئے۔

میں نے عرض کیا کہ اگر ہادی سے تعلق نہ ہو تو نہ
 خدا سے اور نہ مخلوق خدا سے تعلق درست رہ سکتا ہے
 اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ہادی سے باطن کی صفائی کرا کر
 دنیا سے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالیین
 اگر یہاں اصلاح باطن نہ ہوئی تو قبر میں کرانی پڑے گی

۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۳ دسمبر ۱۹۵۶ء

بہشتیوں کی ایک علامت

یہ یاد رکھئے کہ بہشتی اور دوزخی یہاں سے بن کر جاتے

ہیں۔ یہاں کوئی دوزخی اور کوئی جنتی ہے۔ کسی کے جنتی یا
 دوزخی ہونے کا ہم قطعی فیصلہ نہیں کر سکتے۔ اس کا اللہ تعالیٰ
 ہی کو علم ہے۔ البتہ اندازہ ہو سکتا ہے۔ مثلاً ایک مریض
 طبیب سے علاج کراتا ہے۔ پہلے نیند نہیں آتی تھی کھانے
 کی اشتہاء نہیں تھی۔ اگر کچھ کھا لیتا تو ہضم نہ ہوتا تھا۔
 علاج شروع کرنے کے بعد اب وہ گھنٹے نیند بھی
 آجاتی ہے۔ کھانے کی اشتہاء بھی پیدا ہوتی ہے۔ اور
 پیشگی ہضم بھی ہو جاتی ہے۔ تو یہی کہا جائے گا۔ کہ
 مریض رو بصحت ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی کو علم ہے
 کہ مریض کو صحت ملی ہوگی۔ یا یکلخت حالت بگڑ جائیگی
 اور مریض داعی اہل کو لبیک کے گا۔ یا ایک محنتی اور
 ہوشیار طالب علم کامیابی کی امید تام کے باوجود بعض
 اوقات قیل ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ادھر بھی ہے۔
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بعض انسان
 ساری عمر نیکی کا کام کرتے رہتے ہیں۔ ایک ماٹھ جنت
 میں جانے سے رہ جاتا ہے۔ کہ ایک کام ایسا ہو گیا
 کہ سیدھا جہنم میں چلا جاتا ہے۔

آج میں بہشتیوں کی ایک علامت عرض کرنا چاہتا ہوں جس کا اس آیت میں ذکر ہے۔

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَلَا
بَنُونَ إِلَّا مَنْ آتَى اللَّهَ
بِقَلْبٍ سَلِيمٍ (سورة الشعراء
رکوع ۵ پ ۱)

رجس دن مال اور اولاد نفع
نہیں دے گی۔ مگر جو اللہ کے
پاس پاک دل سے کر آیا،

اگر یہ درجہ حاصل ہو گیا تو سمجھئے کہ بھنتی ہیں۔ سلام
دل وہ ہے۔ جس میں ایک اللہ تعالیٰ ہی سماسٹے اور
باقی سب چیزیں دل سے نکل جائیں۔ رضا مطلوب ہو
تو اسی کی۔ خوف ہو تو اسی کا۔ احکام کی تعمیل ہو۔
تو اسی کی ہو۔ اور باقی سب چیزوں کو اسباب کے درجہ
پر رکھا جائے۔ ان میں سے کسی کو مقصود بالذات نہ
بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کو اس آیت شریفہ
میں متاع فرمایا ہے۔

سُرِّينَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ
مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ
الْمُنْقَطِرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ

لوگوں کو مرغوب چیزوں کی
محبت نے فریفتہ کیا ہوا ہے
جیسے عورتیں اور بیٹے اور سونے

وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ
وَالْخَرَابِثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ
الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِنْدَٰهُ حُسْنُ
الْقِيَٰمِ (سورہ آل عمران رکوع ۲)

چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے
اور نشان کئے ہوئے گھوڑے
اور مویشی اور کھیتی۔ یہ دنیا کی
زندگی کا فائدہ ہے۔ اور اللہ
ہی کے پاس اچھا ٹھکانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں جتنی چیزوں کا ذکر فرمایا
ہے۔ ان سب کو متاعِ رسالان (سامان) فرمایا ہے۔ انہیں میں بیوی
اور بیٹوں کو بھی شامل فرمایا ہے۔ اکثر بیوی بڑی پیاری
ہوتی ہے۔ جب وہ آتی ہے تو ماں بھی بھول جاتی
ہے۔ بیوی کیا آئی۔ گویا خدا آگیا۔ بیوی اور بچوں کے
عیش و آرام کے لئے روپیہ چاہیے۔ اس لئے اس کا
بھی ذکر فرما دیا۔ وَالْقِنَاطِيرَ الْمُقَنْطَرَةَ مِنَ الذَّهَبِ
وَالْفِضَّةِ اس زمانہ میں موٹریں نہ تھیں۔ بہترین سواری
گھوڑے کی سمجھی جاتی تھی۔ اس کا بھی ذکر فرما دیا۔
پھر دودھ پینے کے لئے گائے بھینس چاہیے۔ ان کے
لئے کھیتی چاہیے۔ ان کا بھی ذکر فرما دیا۔ ان سب چیزوں
کا ذکر فرمانے کے بعد فرماتے ہیں۔ ذَٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ

الدنيا ذلِكَ کے معنی ہیں الَّذِي ذَكَرَ مِنْ قَبْلُ یہ سب چیزیں دنیا کا سامان ہیں۔ یہ آخرت میں کچھ کام نہ دیں گی ہمارے ہاں عام طور پر بسترہ اور سوٹا کیس وغیرہ کو سامان کہا جاتا ہے۔ بسترہ اور سوٹا کیس مقصود بالذات نہیں کہ یہ چوری ہو گئے تو ہم مر گئے۔ ان کے چوری ہو جانے پر تھوڑا افسوس ضرور ہوگا۔

کون کہتا ہے کہ بیوی کا بائیکاٹ کرو۔ اور باقی چیزوں کو گھر میں مت رکھو۔ بیشک بیوی اور باقی چیزیں جمع کریں۔ لیکن ان کو متاع کے درجہ پر رکھنے مقصود بالذات نہ بنائیے۔ سود خوار اور رشوت خوار ان کو مقصود بالذات بناتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں۔ کہ پیسہ آئے۔ خدا اور خدا کا رسول روٹھ جائیں تو روٹھ جائیں اگر یہ نعمت مل گئی کہ ماسوا اللہ دل سے نکل گیا۔ تو سمجھئے کہ یہاں چلتے پھرتے بہشتی ہیں۔ یہ نعمت نہ وقار اور سیٹھوں کے ہاں ملتی ہے۔ بلکہ یہ اللہ اللہ کرنے والی جماعت یا اشخاص کے ہاں ملتی ہے۔ جب نور آتا ہے تو ظلمت کا فور ہو جاتی ہے۔ اگر ایک ٹٹھاسے چراغ

سے کمرہ روشن ہو جاتا ہے۔ تو کیا اللہ تعالیٰ کے نام سے دل روشن نہیں ہو سکتا اللہ نور السموات والارض اللہ تعالیٰ ہی کے پاک نام کی برکت سے یہ سارا جہان روشن نظر آ رہا ہے۔ سورج میں نور ہے تو اسی کا چاند میں نظر آ رہا ہے۔ تو اسی کا۔ تاروں میں نور ہے۔ تو اسی کا۔ بلکہ ہر چیز میں اسی کی صفات کا جلوہ ہے۔ دعا کیجئے کہ اس مجلس کی برکت سے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو یہ چیز نصیب فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین بیوی بچے۔ اور باقی جو چیزیں بھی اللہ تعالیٰ نے دی ہیں۔ بے شک وہ رہیں۔ لیکن دل میں خدا کے سوا کچھ نہ ہو۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت کی حالت اس کے خلاف ہے۔ میاں صاحب کی کوٹھی تعمیر ہو رہی ہے۔ نماز کے لئے بلایا جائے تو نہیں آتے۔ معلوم ہوا کہ کوٹھی خدا سے زیادہ پیاری ہے۔ خدا سے بیوی بھی زیادہ پیاری ہے۔ خدا کی ایک بھی فرمائش پوری نہ ہونے پائے۔ تو پرواہ نہیں لیکن بیوی کی ایک بھی فرمائش نہ رہنے پائے کیا اللہ تعالیٰ نے ان باغیوں کے لئے بہشت بنایا ہے؟

زکوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے وہ دیں یا نہ دیں۔ لیکن کیا مجال ہے کہ لڑکے لڑکیوں کی فیس ادا نہ ہو۔ مسلمانوں کی اکثریت اسی قسم کی ہے۔ ان باتوں کی سمجھ آگئی تو بیڑا پار ہو جائے گا۔ پہلے تو اس بات کی سمجھ ضروری ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مقصود بالذات نہ ہونے پائے۔ اس کے بعد اس کے حصول کے لئے جدوجہد بھی ضروری ہے من جد و جد ر جس نے کوشش کی اس نے مقصود کو پالیا، اس کا ایک طریقہ یہ ہے۔ کہ ہم مل کر ذکر الہی کریں۔ یہ چیز پیدا ہو سکتی ہے۔ بشرطیکہ کوئی پیدا کرنا چاہے۔ میرے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خادم مولوی محمد شریف تھے۔ فوت ہو گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ غریقِ رحمت فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ان کے مکان کو ایک دفعہ آگ لگ گئی۔ لوگ جمع ہو گئے اور وہ سامان نکال کر باہر رکھیں اور یہ اٹھا کر پھر آگ میں ڈالتے جاہیں۔ کسی نے جب اس کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگے کہ جس نے دیا

تھا۔ جب وہی جلانا چاہتا ہے تو ہمیں بچانے کا کیا
 حق ہے۔ یہ ہے رضا بقضائے الہی۔ پنجاب میں کیا
 ہوتا ہے؟ جب جنازہ اٹھتا ہے۔ تو گھر میں وہ اودھم
 مچتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ
 کی اپنی سواری کی گھوڑی چوری ہو گئی۔ ساری جماعت
 کہے کہ گھوڑی کے خادم کے ذریعہ چوری ہوئی ہے۔
 ہمیں اس کو حوالہ پولیس کرنے کی اجازت دی جائے۔
 لیکن حضرت یہی فرمائیں کہ نہیں۔ نہیں اس کو رہنے دو
 اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس جہان میں جاگ کر
 زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا اللہ العالین
 قبر میں تو سب کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ سب رہیں۔
 میں کسی کا مخالف نہیں ہوں۔ بشرطیکہ سب کو متاع
 کے درجہ پر رکھا جائے۔ ماسوائے اللہ کے کام اور صورتے رہ
 جائیں تو رہ جائیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا کوئی کام اور صورتہ
 رہنے پائے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو یہ نعمت عطا
 فرمائے۔ آمین یا اللہ العالین۔

یہ نعمت اللہ والوں کے ہاں ملتی ہے۔ کسی نے خوب

کہا ہے :

دل بدست آور کہ حج اکبر است

اس کی صوفیانہ تشریح یہ ہے۔ کہ دل اللہ تعالیٰ کو دے دو تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا ایسی حاصل ہوگی۔ جس طرح کہ حاجی حج کر کے اللہ کو راضی کرتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہ سمجھا جائے کہ اس سے فریضہ حج بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دل پر ہی سارے وجود کی اصلاح کا دار و مدار رکھا ہے

رہے تنگ جسم میں ایک گوشت
کا ٹکڑا ہے۔ جب وہ درست
ہو جائے تو سارا جسم درست
ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ
خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو
جاتا ہے خبردار وہ دل ہے

ان فی الجسد لمضعة اذا
صلحت صلح الجسد كله
واذا فسدت فسد الجسد
كله الا وهي القلب

دل کے ٹھیک ہونے کے یہ معنی ہیں۔ کہ انسان ایک
اللہ کا ہو کر رہے۔ اگر دل کی پوری طور پر اصلاح نہ
ہوئی تو انسان کامل نہ ہوگا۔ جو کچھ اس لئے مجھ سے

کہلوا یا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس پر عمل کرنے
کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

۱۹ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۹ھ مطابق ۲۰ دسمبر ۱۹۵۴ء

انسان کا ایمان ہمیشہ خطرہ میں ہے

جب تک لحدِ قبر میں داخل نہ ہو جائے

اس کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد
سے ہوتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ ایک شخص تمام عمر
جنت کے کام کرتا ہے۔ ایک لاتھ جنت میں داخل ہونے

میں رہ جاتا ہے۔ کہ اس سے ایک کام ایسا ہو جاتا ہے

کہ سیدھا دوزخ میں پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص

ساری عمر دوزخ کے کام کرتا ہے کہ ایک لاتھ دوزخ

میں داخل ہونے میں رہ جاتا ہے کہ ایک ایسا کام ہو

جاتا ہے کہ وہ سیدھا جنت میں چلا جاتا ہے۔ اس سے

معلوم ہوا کہ لحدِ قبر میں داخل ہونے تک ایمان خطرہ

ہیں ہے۔ حضور نے فتنوں کی پیشینگوئی فرمائی ہے۔ ان فتنوں کے ایام میں انسان صبح کو مومن ہوگا۔ تو شام کو کافر۔ شام کو مومن ہوگا۔ تو صبح کو کافر۔ مشکوٰۃ شریف کی کتاب الفتن میں ایک روایت ہے۔

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بادروا بالأعمال فتنا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل مومنا ویسی کافرا ویسی مومنا ویصبح کافرا یبیم دینہ بعروض من الدنیا رواد مسلمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اعمال کے ساتھ جلدی کرو ایسا فتنہ جو مثل اندھیری رات کے ٹکڑے کی طرح ہے (اس میں) صبح کو ایک شخص مومن ہوگا اور شام کو کافر اور شام کو مومن صبح کو کافر۔ وہ اپنے دین کو دنیا کے عوض بیچے گا۔

اس وقت تک مومن کو مطمئن نہیں ہونا چاہئے۔ جب تک ایمان کو چھپا کر لحد قبر میں داخل نہ ہو جائے حضور نے بے ایمان ہونے کا سبب بھی بیان فرما دیا ہے۔ یہ ہے دین کو دنیا کے لئے بیچ دینا۔

موجودہ زمانے میں بہت سے فتنے پیدا ہو گئے ہیں
ان میں سے دو کا ذکر کرتا ہوں۔ باقی کا ذکر نہیں کرتا
وہ دو فتنے ہیں۔ ۱۔ مرزائیت۔ ۲۔ انکار حدیث
ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ایک دفعہ مجھے کسی کام کے
لئے بلایا۔ میں حاضر ہوا تو وہ جامت بنوا رہے تھے۔
میں نے باتوں باتوں میں ان سے سوال کر دیا۔ کہ ڈاکٹر
صاحب نوجوان زیادہ تر مرزائی کیوں ہو رہا ہے۔ تو انہوں
نے ہاتھ سے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ مولوی
صاحب! روٹی کے لئے۔ مرزائی بیٹی کا رشتہ دیتے ہیں۔
اور نوکر بھی کرا دیتے ہیں۔ نوجوان کو اور کیا چاہیے۔
بیوی بھی مل گئی اور روٹی کا سوال بھی حل ہو گیا۔
حضورؐ کا ارشاد ہے۔ کہ

كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كَهْرًا
بعض اوقات تنگدستی کفر تک
پہنچا دیتی ہے۔

یہ دونوں فرقہ گراہ ہیں۔ یہ یاد رکھئے۔ کہ انکار حدیث
بھی سراسر گمراہی ہے۔ پرویز اور اس کے ساتھی جو حدیث
کا انکار کر رہے ہیں۔ وہ گمراہ ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ

قرآن اور حدیث دونوں وحی ہیں -

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ
إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ
(سورۃ النجم رکوع ۵، ۶)
کہتا ہے یہ تو وحی ہے جو اس
پر آتی ہے)

حدیث کا انکار قرآن کا انکار ہے - قرآن وحی متلو

ہے اور حدیث وحی غیر متلو ہے - وہ وحی جلی ہے اور
یہ خفی - منکرین حدیث میں ایمان نہیں رہتا - وہ بے ایمان
ہیں - انسان سہل انگاری چاہتا ہے - انکار حدیث سے بہت
سی باتوں سے نجات مل جاتی ہے - اللہ تعالیٰ مجھے او
آپ کو ان فتنوں سے بچائے - اور جو ان میں پھنس گئے
ہیں - ان کو ان سے نکلنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین
یا الہ العالمین -

ایمان کو بچانے کا طریقہ بھی عرض کروں قرآن میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے -

راور سچوں کے ساتھ رہو

كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (سورۃ
توبہ رکوع ۱۱، ۱۲)
دوسری جگہ آتا ہے -

راور رکوع کرنے والوں کے ساتھ

وَأٰمُرُكُمْ مَّعَ الرَّٰكِعِيْنَ

رسوۃ البقرہ رکوع ۵ پنا

رکوع کروا

جو بکری یا بھیڑ ریوڑ میں رہتی ہے۔ وہ گڈریا کی حفاظت میں ہوتی ہے۔ جو ریوڑ سے طلعہ ہو جاتی ہے وہ گڈریا کی حفاظت سے نکل جاتی ہے۔ اور بھیڑیا اس کو شکار کر لیتا ہے۔ آج کل فتنوں کا زمانہ ہے۔ وہی شخص اپنا ایمان بچا سکتا ہے۔ جو حق پرست جماعت سے وابستہ رہے گا۔

حق پرست جماعت کی علامت حضور نے خود بیان فرمادی ہے۔

عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئے گا۔ جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل درست اور ٹھیک جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَا تَيْنِ عَلَى
أُمَّتِي كَمَا اتَى عَلَى بَنِي إِسْرَائِيلَ
حَذْوُ النَّعْلِ بِالنَّعْلِ حَتَّى
إِنْ كَانَ مِنْهُمْ مَنْ اتَى أُمَّةً
مَلَائِيَةً لَكَانَ فِي أُمَّتِي مَنْ
يَصْنَعُ ذَلِكَ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ

اپنی ماں سے علائقہ بد فعلی کی ہوگی
 تو میری امت میں بھی ایسے لوگ
 ہوں گے جو ایسا کریں گے اور
 نبی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں
 میں منقسم ہوگئی تھی۔ میری امت
 تتر فرقوں میں منقسم ہوگی۔ جن
 میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا
 اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے صحابہ
 نے پوچھا۔ یا رسول اللہ جنتی فرقہ کون سا
 ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ فرقہ جس میں
 میں ہوں اور میرے اصحاب

تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَ
 سَبْعِينَ مِثْلَةً وَتَفَرَّقَتْ
 أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ
 مِثْلَةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا
 مِثْلَةً وَاحِدَةً قَالُوا مَنْ
 هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا
 أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي (مشکوٰۃ ص ۲۱)
(رواہ الترمذی)

ما انا عليه واصحابي حتى کا تھرا میٹر ہے۔ اس پر ہر
 جماعت کو پرکھ لیا جائے۔ جس جماعت میں یہ رنگ ہو
 اللہ تعالیٰ مجھے آپ کو اس کے ساتھ رہنے کی توفیق
 عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ جو ما انا علیہ واصحابی سے
 نہ نگرائے۔ اس میں کوئی ہرج نہیں۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے یہ کہیں نہیں فرمایا کہ مجھ پر روزانہ پانچ ہزار
 مرتبہ درود شریف پڑھا جائے۔ جو پڑھے مگر وہ اس کو دوسرا

کے لئے لازم نہیں بنانا تو چشم ما روشن دل ماشاؤ۔ میں
 قادری اور حنفی ہوں۔ اہل حدیث نہ قادری ہیں۔ اور نہ
 حنفی۔ مگر وہ ہماری مسجد میں ۴۰ سال سے نماز پڑھ رہے
 ہیں۔ میں ان کو حق پر سمجھتا ہوں

پہلے تحقیق کر لیجئے کہ کھرا دین کس جماعت کے
 مان ہے۔ پھر اس جماعت سے وابستہ ہو جائیے۔
 عام طور پر کہا جاتا ہے کہ یا مرد ہو یا مرد کے
 سایہ میں رہے۔ دین میں بھی یہی ہے۔ یا خود صاحب
 استقامت ہو یا صاحب استقامت کے سایہ میں
 رہے۔ تب فتوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اسلام آیا ہے
 اس کا علمی ترجمان قرآن اور علمی ترجمان سنت نبوی کریم
 ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس اسلام کا پابند
 بنائے۔ آمین یا الہ العالمین۔ شکاری وہاں آتا ہے جہاں
 شکار ہو۔ شیطان درس میں شکار کھیلنے کے لئے آتا ہے
 کسی کو کتنا ہے کہ صحت خراب ہو گئی ہے۔ صبح سیر
 کو دریا پر جایا کرو۔ کسی کو کتنا ہے۔ کہ بہت درس

سنا ہے اب ضرورت نہیں۔

ہماری جماعت جس لائن پر جا رہی ہے۔ میں شرح اللہ سے کہتا ہوں کہ یہ ٹھیک ہے آپ کو معلوم ہے کہ میں قرآن پڑھاتا ہوں اور پاس ہی مشکوٰۃ شریف میں لکھی ہوتی ہے۔ علی نمونہ اس میں سے دکھایا کرتا ہوں میں کہا کرتا ہوں کہ اللہ کے ایسے بندے موجود ہیں جو انسان کی شکل دیکھ کر بتلا دیتے ہیں کہ اس کے اندر ایمان ہے یا نہیں۔ ایک کافر کو آپ کلابہ لنگی اور شلوار پہنا دیجئے۔ وہ اس کا ٹوٹو دیکھ کر بتلا دیں گے کہ اس کے اندر ایمان نہیں ہے۔

اس دفعہ مجھے مدینہ میں ایک بزرگ سے جو ایک انسان کے نام پر انگلی رکھ کر بتلا دیتے ہیں۔ کہ اس کے دل میں ایمان ہے یا نہیں

اللہ تعالیٰ مجھ اور آپ کو کسی صاحبِ دل اور صاحبِ حال جماعت میں شامل فرمائے۔ آمین یا اللہ العلیٰ عطا ایمان اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ جس کو چاہے عطا فرمائے۔ بعض اوقات سکرات کی حالت میں انسان

کا ایمان سلسلہ ہو جاتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے۔ کہ مرنے
 والے کے پاس آہستہ آہستہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 پڑھا جائے۔ اس کو پڑھنے کے لئے نہ کہا جائے۔ اس
 کے پاس اس طرح کہہ پڑھا جائے کہ شور بھی نہ ہو
 اور اس کے کان میں آواز بھی پڑتی رہے۔ تاکہ اس
 کا خاتمہ کلمہ پڑھ جائے۔

۲۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۶ مطابق ۲۶ دسمبر ۱۹۱۷ء

ایمان کامل کی علامت

عشق پر ہے کہ ذکر جہر کا مقصد یہ ہے۔ کہ تمام خیالات
 ایک جگہ بند ہو جائیں۔ نہ ذکر زیادہ بند آواز سے کرنا
 چاہیے اور نہ بہت آہستہ۔ بعض نو وارد آجاتے ہیں
 جن کو اس بات کا علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ بہت
 زیادہ بند آواز سے ذکر کرتے گاتے ہیں۔ تربیت یافتہ
 احباب کا فرق ہے کہ ان کو روک دیا کریں۔ اور آہستہ
 سے کان میں ان سے کہیں۔ کہ اتنا زور نہ لگائیں

ایک دفعہ صحابہ کرامؓ بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے۔
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی پرے
 کو تو نہیں سنا رہے۔

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مخلص ان احباب
 کے لئے ہے۔ جن کی اصلاح باطن کی خدمت میرے
 دونوں مربیوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے
 اس گنہگار کے ذمہ ڈال دی ہے۔ جیسے کوہی ماں
 آخر اپنے بچوں کی پرورش کرتی ہے۔ گنہگار ہونے کے
 باوجود مجھے یہ خدمت سرانجام دینی ہی پڑتی ہے جب
 تک میرے دونوں مربی زندہ رہے تو میں جن کو وصیت
 ہوتی تھی ان کے پاس بھیج دیا کرتا تھا۔ سورج کے
 مقابلہ میں ایک ٹھٹھے چراغ کی کیا حیثیت ہو سکتی
 ہے۔ میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں اس کا یہ مطلب
 نہیں ہوتا کہ میں پاکباز ہوں اور آپ گنہگار ہیں۔ ممکن
 ہے کہ میں آپ سب سے زیادہ گنہگار ہوں یہاں کریں
 کہ میرے بزرگوں کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے
 یہ جو نعمت عطا فرمائی ہے اس کو قائم رکھے اور ۵۵

میری منقرہ فرمائے آمین۔ میں اپنے آپ کو ایسے شخص
 سے بھی اچھا نہیں سمجھتا جو بظاہر شریعت کا مخالف
 ہے مگر جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ اپنی ذمہ داری کو
 محسوس کرتے ہوئے عرض کیا کرتا ہوں۔ اگر آپ کی اصلاح
 باطن ہوگئی تو آپ کے اعمال صالحہ کی برکت سے میری
 یہی نجات ہو جائے گی منہ پر اور درس پر میری کچھ اور
 حیثیت ہوتی ہے۔ وہاں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں
 وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری امت کو پیش نظر
 رکھ کر عرض کیا کرتا ہوں۔ یہاں میری حیثیت کچھ اور
 ہے یہاں میں جو کچھ عرض کیا کرتا ہوں وہ ان احباب
 کی رہنمائی کے لئے ہوتا ہے۔ جن کا اس گنہگار سے بیعت
 کا تعلق ہے۔ یہ مجلس انہیں احباب کے لئے منعقد کی
 جاتی ہے۔ دوسرے احباب بھی آجاتے ہیں۔ ہم کسی کو
 روکتے نہیں۔ اللہ کا نام ہی لیتے ہیں۔ جس کا دل چاہے
 شریک ہو جائے۔

یہ تو تہذیب ہی تھی۔ آج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے ایک ارشاد کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت

ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی

شخص اس وقت تک دلہدا ہونے

نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ اس کی

خواہشات اس چیز کے تابع نہ

ہو جائیں جس کو میں اللہ کی طرف سے

لایا ہوں۔

بعض شرح حدیث اس ارشاد نبوی کے ماتحت ایمان مطلق

کی نفی کرتے ہیں اور بعض ایمان کامل کی -

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے -

(ان سے) فرما دیجئے اگر تم اللہ

سے محبت رکھتے ہو۔ تو میری

تابعداری کرو تاکہ تم سے اللہ

محبت کرے۔

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ

فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ

سورۃ آل عمران رکوع ۲، آیت ۱۶۷

حضور کے ارشاد میں بھی اور اس آیت میں بھی اتباع

کا لفظ استعمال فرمایا گیا ہے۔ تبعا اور اتباع ایک ہی

چیز ہے۔

اتباع کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ ایک اتباع بطیب خاطر اور خوشی سے ہوتا ہے۔ اس اتباع کی وجہ سے طبیعت میں سرور پیدا ہوتا ہے۔ جو شریعت میں آئے اس کے خلاف دل میں خیال بھی آنے نہ پائے۔ یہ نعمت سب سے پہلے حضرت صدیق اکبرؓ کو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی۔ ایک دفعہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت عمرؓ میں کچھ تشریح کلامی ہو گئی تو حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو ڈانٹا کہ جب تم سب نے میری تکذیب کی تو اس نے میری تصدیق کی۔ تم اس کو بھی نہیں چھوڑتے۔ صدیق اکبرؓ کو حضورؐ کے کسی ارشاد پر بھی شک ہی نہیں ہوا اسی لئے تو وہ صدیق ہیں۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضورؐ کو جمانی معراج نصیب ہوا آپؐ اس جسد اطہر سمیت عرش معلیٰ تک تشریف لے گئے۔ صبح کو جب آپؐ نے واقعہ معراج کا ذکر فرمایا تو ایک کافر نے صدیق اکبرؓ سے کہا کہ آج تمہارے یار نے نیا دعویٰ کیا ہے۔ صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ اگر حضورؐ نے فرمایا ہے تو بالکل ٹھیک فرمایا۔ اگر اس لئے فرمایا کہ راوی کافر ہے قریش میں بڑے بڑے آدمی موجود تھے۔ سب نے واقعہ

معراج کے متعلق شک و شبہ کا اظہار کیا۔ اسی لئے تو انہوں نے قریش کے قافلوں اور بیت المقدس کے متعلق آپ سے سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کو کبھی شک ہی نہیں ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ بیعت المقدس کی عمارت کے متعلق جب کفار نے مجھ سے سوال کئے تو میں حیران تھا کہ ان کو کیا جواب دوں اللہ تعالیٰ نے عمارت کو میرے سامنے کھڑا کر دیا۔ میں دیکھ کر ان کے سوالات کا جواب دیتا جاتا تھا۔ معراج کا واقعہ بظاہر کتنا بعید از قیاس ہے۔ لیکن صدیق اکبرؓ کو کبھی شک نہیں ہوا سب سے پہلے یہ شرف صدیق اکبرؓ کو نصیب ہوا۔ اللہ تعالیٰ قادر ہے۔ وہ چاہے تو سب کو یہ نعمت عطا کر سکتا ہے ایک عاشق اپنے معشوق کا پورا پورا اتباع کرتا ہے۔ ماں عاشق اور بچہ معشوق ہوتا ہے۔ بچہ جب روٹھ جاتا ہے تو ماں ایک چیز لا کر دیتی ہے۔ وہ اٹھا کر پھینکتا دیتا ہے تو دوسری لا کر دیتی ہے غرضیکہ وہ ہر ممکن کوشش کرتی ہے۔ اس کو راضی کرنے کی۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح راضی

کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین یا الہ العالین۔

۲۔ جبر سے اتباع کرنا۔ ایک دن آدمی رات کو میں سویا ہوا تھا۔ کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے دروازہ کھولا تو معلوم ہوا ایک نوجوان اور دو اور آدمی ایک مقدمہ سے کر آئے ہیں۔ لڑکا اور اس کی والدہ جمعہ میں ماتھ اٹھا گئے تھے۔ کہ ہم شادی کے موقعہ پر باجے نہیں بجائیں گے۔ وہ دونوں اس پر قائم ہیں۔ لڑکی والے مصر ہیں کہ باجا ضرور آئے۔ دونوں نے کہا کہ لڑکے کے دادا کی خواہش ہے کہ میں ان کو باجا بجانے کی اجازت دے دوں۔ لاہوری اکثر نکاح پہلے کر لیتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ نکاح ہو چکا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں نے پھر ان سے کہا کہ لڑکی والوں کو کہلا بھیجو کہ ابھی رہنے دو۔

جب باجوں کی نفی کرو گے تو لڑکی لے جائیں گے۔ لڑکی والوں اور لڑکے کے دادا نے بیہر شریعت کا اتباع کیا۔ لڑکے اور اس کی والدہ نے بطیب خاطر کیا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ چیز

حاصل تھی کہ انہوں نے اپنی خواہشات نفسانی کو شریعت کے تابع کر رکھا تھا۔

حضرت حنظلہؓ ایک مخلص صحابی تھے۔ ان کا واقعہ اس

حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِيعِ

الْأَسِيدِيِّ قَالَ لِقَيْنِي أَبُو بَكْرٍ

فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةَ قُلْتُ

مَنَّاقٌ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ

اللَّهِ مَا تَقُولُ قُلْتُ فَكُنُّونَ

عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ

وَالْجَنَّةِ كَأَنَّا رَأَيْ عُن

فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

كَأَنَّمَا الْآثَرُ وَابِعٌ وَالْأَوْلَادُ

وَالضَّيْعَاتُ نَسِينَا كَثِيرًا قَالَ

أَبُو بَكْرٍ قَوْلَ اللَّهِ أَنَا لَتَلْقَى مِثْلَ هَذَا

فَأَنْظَلَتْهُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا

حضرت حنظلہ بن الربیع الاسیدی

سے روایت ہے۔ کہا مجھ سے

حضرت صدیقؓ نے پس انہوں نے

فرمایا۔ اے حنظلہ تیرا کیا حال ہے

میں نے کہا حنظلہ منافع ہو گیا۔

ابوبکرؓ نے کہا پاک ہے اللہ حنظلہ

کیا کہ رہے ہو۔ میں نے کہا

جب ہم جی صلی اللہ علیہ وسلم

کے پاس ہوتے ہیں اور آپ ہم

کو نصیحت کرتے ہیں اور دوزخ و

جنت کا ذکر فرماتے ہیں تو ہم

کو ایسا محسوس ہوتا ہے۔ گویا

دوزخ و جنت کو ہم اپنی آنکھوں سے

عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ فَقُلْتُ نَافِقٌ حَنْظَلَةٌ
 يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 نَكُونُ عِنْدَكَ كَمَا كُنَّا بِاللَّيْلِ
 وَاللَّيْلَةُ كَانَتْ سَرَايَ عَيْنٍ فَإِذَا
 خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ قَافِسْنَا
 الْأَسْرَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَةَ
 نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي
 نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ تَدْرَمُونَ
 عَلَيَّ مَا تَكُونُونَ عِنْدِي
 وَفِي الذِّكْرِ لَصَافِحَتَكُمْ
 النَّلَائِكَةُ عَلَيَّ فَرُشَكُمْ
 وَفِي طَرِيقِكُمْ وَلَكِنَّ يَاحَنْظَلَةَ
 سَاعَةٌ وَسَاعَةٌ ثَلَاثَ فَرَاثٍ

رواه مسلم

دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب ہم آپ
 کے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہیں
 اور بیوی بچوں اور زمینوں اور
 باغوں کے مشاغل میں گھر جاتے
 ہیں تو ان باتوں سے ہم بہت
 سے بھول جاتے ہیں ابو بکر نے کہا
 خدا کی قسم ہماری بھی یہی حالت ہے
 ہیں میں اور ابو بکر دونوں رسول اللہ
 کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں نے
 عرض کیا یا رسول اللہ حنظلہ منافق
 ہو گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اس
 کا کیا سبب ہے؟ میں نے عرض کیا
 یا رسول اللہ جب ہم آپ کی خدمت
 میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ ہم کو
 نصیحت فرماتے اور بھاریے سامنے
 دوزخ و جنت کا ذکر کرتے ہیں
 تو ہم ایسا غموس کرتے ہیں گویا

دوزخ و جنت کو ہم نبی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب آپ کے پاس سے چلے جاتے ہیں اور بیوی بچوں زمینوں اور باغوں کے جھگڑوں میں مشغول ہو جاتے ہیں تو ہم نصیحت کی (بہت سی باتوں کو بھول جاتے ہیں) یہ سن کر، آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے نامہ میں میری جان ہے اگر تم ہمیشہ اس حال میں رہو۔ جس حال میں کہ میرے پاس رہتے ہو اور خدا کی یاد میں لگے رہو تو البتہ تم سے فرشتے مصافحہ کریں۔ تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں پر لیکن حائل یہ ایک ساعت ہے اور ایک ساعت۔ تین بار آپ نے یہ الفاظ فرمائے یعنی ایک ساعت حضور قلب کی ہوتی ہے اور ایک ساعت غفلت و مشاغل دنیا کی اور یہ حالت نفاق کی نہیں ہے۔

ہم سب یہاں اصلاح حال کے لئے جمع ہوتے ہیں دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ۔ یا رسول اللہ کی طرف سے جو حکم آئے اس کو بلا چون و چرا ماننے کی ہم کو اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ کہ دل کتاب و سنت کے تابع ہو جائے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر ساری دنیا کے بادشاہ۔ وزراء۔ عقلاء اور سائنسدان اکٹھے

ہو کر یہ کہیں کہ تمہارے قرآن میں فلاں فقرہ غلط ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسا ایمان عطا فرمائے کہ ہم ان سب کو یہ کہہ سکیں کہ تم سب جھوٹے ہو۔ ہمارا اللہ تعالیٰ سچا ہے اگرچہ ہم میں اتنی قابلیت نہیں کہ ہم تم کو سمجھا سکیں۔ اس طرح ایمان بیچ سکتا ہے ایمان پر ڈاک ڈالنے کے لئے، ادھر مرزا صاحب اور ادھر منکر حدیث کھڑے ہیں۔

دین کا منفع کتاب و سنت ہیں۔ اسی لئے حضور نے فرمایا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

رَحْمَةُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ رَفِيءٌ

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ مُرْسَلًا

کی کتاب (قرآن مجید) اور اس کے رسول کی سنت (مسا) جنت بہ میں قرآن مجید اور احادیث دونوں چیزیں آتی ہیں

اب تک جو کچھ میں نے عرض کیا۔ وہ تو علمی نکتہ نگاہ سے عرض کیا ہے۔ اب عملی لحاظ سے عرض کرتا ہوں۔ علم اور چیز ہے اور عمل اور چیز۔ مدارس عربیہ میں علماء دین سمجھ کر آتے ہیں۔ دیندار بن کر نہیں آتے۔ دانش اور چیز ہے اور دانش اور چیز۔ دار دانش سے ہے دیندار کے معنی دین را دانش۔ دیندار بننے اور عملی رنگ پیدا کرنے کے لئے کسی باعمل اور باخدا کی صحبت کی ضرورت ہے عجلے میوہ زمیوہ رنگ گیر۔ اللہ والوں کی صحبت عالم کو نصیب نہ ہو تو اس کے اندر بھی وہی روحانی امراض ہوں گے جو ایک بی اسے اور جاہل میں ہونگے مرئی کی صحبت میں ان امراض سے شفا حاصل ہوتی ہے میرے دو مرئی ہیں۔ شجرہ میں دائیں طرف والے حضرت دین پوریؒ اللہ تعالیٰ کے جمال اکمل کے منظر تھے اور بائیں طرف والے حضرت امروٹیؒ اللہ تعالیٰ کے جلال اتم کے منظر تھے۔ حضرت امروٹیؒ کا ایک خادم جس کا نام تھا حاجی اللہ وراہا۔ وہ بالکل جاہل تھا۔ اس کا کام تھا۔ مکانوں کو لنگر سے روٹی لا دینا اور خالی برتن لنگر میں

پہنچا دینا۔ حضرت امروٹیؒ کی صحبت میں اس کی اصلاح باطن
 ہو چکی تھی۔ ایک دن ایک شخص نے حضرتؒ سے شکایت کی
 کہ حضرت! دارالحنافہ کے لڑکے کھجوریں توڑ کر کھاتے ہیں
 حضرتؒ نے حاجی اللہ وریا سے فرمایا۔ اللہ وریا! ان
 بد معاشوں کو پکڑ کر لاؤ تو ان کو سزا دوں وہ بے ساختہ
 کہتا ہے کہ حضرت! سب سے بڑا بد معاش تو میں ہوں
 اس نے حضرتؒ کی طبیعت کا رخ پھیر دیا اور حضرت
 خاموش ہو گئے۔ یہ ہے اہل اللہ کی صحبت کا اثر اہل اللہ
 کی نسل آ رہی ہے۔ ان کی صحبت میں رنگ چڑھ جاتا
 ہے۔ اس کے لئے عقیدت۔ ادب۔ اطاعت کی ضرورت
 ہے جو اس طرح ان کی صحبت میں رہے وہ جھولیاں
 بھر کر لے گئے جو ان سے خالی رہے وہ محروم ہی رہے

ع تھیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کمال
 کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکنند

حضرت دین پوریؒ کا ایک خادم بہت بڑا زمیندار
 تھا۔ وہ نواب بہاولپور کا دور قریب سے رشتہ دار
 ہی تھا۔ اس کا نام تھا محمد فاضل خاں۔ حضرتؒ کے

پاس محمد فاضل خاں کے ایک ہمسایہ نے آکر شکایت
 کی کہ محمد فاضل خاں نے میری زمین و بالی ہے۔ اس
 سے واپس دلا دیجئے۔ حضرت نے محمد فاضل خاں کو بلایا
 تاکہ اس کا فیصلہ کیا جائے اس نے جواب میں لکھا
 کہ حضرت! زمین میری نہیں آپ کی ہے مجھے آنے کی
 ضرورت نہیں۔ جتنی مانگتا ہے دے دیجئے یہ ہے صحبت
 کا اثر۔ زمیندار چچہ چچہ زمین کے لئے لڑتے اور مرتے
 ہیں۔ حضرت نے جتنی زمین وہ مانگتا تھا دے دی۔ پھر
 جن لوگوں نے اس کی موت دیکھی ہے۔ ان کا کہنا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ دشمن کو بھی ایسی موت سے پناہ دے
 حضرت امر وی کے ایک خادم نے لنگر کے لئے ان
 کو کچھ زمین دے دی۔ اس کے انتقال کے بعد اس
 کے ورثاء نے حضرت سے زمین کا مطالبہ کیا۔ حضرت
 اندر سے دستاویز لائے اور اس کو جلا کر فرمایا۔ جاؤ
 لے جاؤ۔ میرا یہی قبضہ تھا۔ ایسوں کی صحبت میں رہے
 اور رنگ نہ چڑھے یہ نہیں ہو سکتا۔ علمی طور پر علماء
 اور علمی طور پر صوفیاء حامل دین ہیں۔ بعض حضرات جامع

بھی ہوتے ہیں۔ جیسے حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی۔ وہ ظاہر کے فاضل اہل اور باطن کے کامل اکمل ہیں۔ ان سے پہلے حضرت مولانا انور شاہ جامع تھے ان سے پہلے حضرت شیخ الہند جامع تھے۔ ان سے پہلے بانی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم جامع تھے۔

اے پنجابیو! تم ماندھے ہو تم کیا جانو کہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی کیا ہیں۔ حضرت دین پوری نے کبھی ایک تقریر نہیں فرمائی۔ مگر ان کی صحبت میں رہنے والوں کو جو موتی ملے وہ بادشاہوں کے تاجوں میں نہیں ہوتے۔ مولوی حبیب اللہ کے نانا مولانا ابو محمد احمد حضرت گنگوہی سے بیعت تھے۔ ان سے سب اذکار سیکھے تھے اور اس کے بعد ترک کر دیئے تھے۔ وہ ایک دفعہ دین پور شریف گئے۔ ان کا کہنا ہے کہ میں تالہ کے پاس ہی پہنچا تھا۔ کہ سب لطائف کھل گئے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اس رنگ کا رنگین بنائے اور میری اور آپ کی شرح صدر ہو جائے

تاکہ دین کے کسی معاملہ میں شک نہ رہنے پائے۔
آمین یا الہ العالمین۔

یکم جمادی الاخریٰ ۱۳۶۶ھ مطابق ۳ جنوری ۱۹۵۷ء

تلقین محاسبہ

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ حلقہ ذکر ان
اجباب کے لئے منعقد ہوتا ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ
نے اپنی اصلاح باطن کا شوق عطا فرما رکھا ہے اگر
یہاں اصلاح باطن نہ ہوئی تو عرسنے کے بعد قبر جہنم
کا گڑھا بن جائے گی باطنی امراض کا ذکر قرآن مجید
اور احادیث میں آتا ہے۔ علوم دینیہ کے فائدہ التھیل
کو ان امراض سے عبور ہو جاتا ہے۔ تنبیہ نہیں ہوتا
تنبیہ ہادی کی صحبت میں ہوتا ہے پھر انسان کے اندر
بصیرت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس طرح جسمانی بیماریاں کئی
قسم کی ہیں۔ مثلاً بخار۔ درد سر کی کئی قسمیں ہوتی
ہیں۔ مریض طبیب حاذق کے پاس جاتا ہے تو وہ

بتلاتا ہے۔ کہ یہ فلاں قسم کا بخار ہے۔ مریض کو
 پتہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح روحانی بیماریاں بھی کئی
 قسم کی ہیں۔ اہل علم کو ان امراض کا علم تو ہوتا
 ہے۔ مگر علم کے باوجود عملی طور پر اصلاح نہیں
 ہوتی۔ اہل علم کو اہل اللہ کی صحبت میں اصلاح کی
 توفیق ہوتی ہے۔ میں اسی کٹھیالی سے ڈھل کر نکلا
 ہوں۔ مجھے بھی ان امراض باطنی سے پہلے واقفیت
 نہ تھی۔ قرآن مجید اور احادیث میں ان سے عبور
 کر چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ میرے مریضوں کی قبروں پر
 کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔ ان کی صحبت نصیب
 ہوئی تو انہوں نے متنبہ فرمایا یہ ایک مستقل فن
 ہے اللہ والوں کے قلب کے ساتھ عقیدت ادب اور
 اطاعت کی تین تاروں کے ذریعہ تعلق قائم ہو جائے
 تو ان کی صحبت میں امراض روحانی سے شفا یابی
 ہو جاتی ہے۔ ان تاروں کے بغیر رحمت اللعالمین علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنے والے مسجد
 نبوی میں ٹھانہیں پڑھنے والے دنیا سے محروم ہی

گئے۔ ان بد بختوں کے حق میں ارشاد باری ملاحظہ ہو
 اِسْتَعْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ
 راتوں کے لئے بخشش مانگ
 یا نہ مانگ۔ اگر تو ان کے
 اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ
 لئے ستر دفعہ بھی بخشش مانگے گا
 مَرَّةً فَلَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ
 تو بھی اللہ انہیں ہرگز نہیں بخشتے گا
 لَهُمْ (سورۃ التوبہ رکوع ۱۱)

تعلیم جدید والے تو اس معاملہ میں بالکل کورے ہیں
 ادھر امراض روحانی سے عبور بھی نہیں ہوتا۔ ان کے
 ان امراض کی تلاش ایسی ہے۔ جیسے کوئی کیکر پر
 چڑھ کر پیر تلاش کرے۔ علوم دینیہ پڑھنے والوں کو
 ان امراض کا فقط علم ہی حاصل ہوتا ہے۔ میں نے بھی
 تفسیر جلالین پڑھی تھی۔ مگر ان امراض سے تمبہ تب
 ہوا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نادی کی صحبت نصیب فرمائی
 دعائے میں آپ کی دعاؤں کا محتاج ہوں۔ کہ
 اللہ تعالیٰ انابت سے مجھے بچائے۔ حضرت امرونی ^{رحمہ}
 نے مجھے اللہ کا نام سکھانے کی سند دی ہوئی ہے
 جس کو میں نے شیشہ میں جڑوا کر رکھا ہوا ہے وہ
 اکثر سند نہیں دیا کرتے تھے۔ ان کی زندگی میں جس کو

استطاعت ہوتی تھی۔ میں ان کو ان کے ہاں بھجوایا کرتا تھا چوہدری خدابخش صاحب لکھو ڈہرواے ایک بڑے زبیدار ہیں۔ اب بھی زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سلامت رکھے۔ ان کو میں نے حضرت امروٹی کے ہاں بھیجا۔ تو حضرت نے ان کے ہاتھ مجھے لکھ کر ارشاد فرمایا کہ بیٹا میں نے ان کو اللہ کا نام اتنا بتلا دیا ہے۔ آگے تم بتلا دینا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جو نعمتیں عطا فرمائی ہیں۔ میں ان کے لئے ان کا شکر یہ بھی ادا نہیں کر سکتا۔ ان میں سے ایک نعمت صالح اولاد ہے۔ مولوی حبیب اللہ میرا بڑا لڑکا ابھی پڑھتا تھا کہ اس نے حضرت امروٹی کو ایک خط لکھا کہ حضرت دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ مجھے عالم باعمل بنائے۔ حضرت نے دعا فرمائی اور یہ بھی تحریر فرمایا کہ اگر میری زندگی رہی تو میں تمہاری تربیت کروں گا۔ ورنہ اپنے والد سے اپنی تربیت کرانا۔ میں نے یہ خط بھی ٹیٹھ میں چڑوا کر رکھا ہوا ہے۔

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے تقیہ محاسبہ

یہاں روحانی اور جسمانی نظام متوازن چل رہے ہیں۔ جسمانی امراض میں بیمار طبیب سے علاج کرواتا ہے تو اس کے بعد اپنا محاسبہ کرتا ہے۔ کہ علاج شروع کرنے سے پہلے کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے مثلاً پہلے رات کو نیند بالکل نہیں آتی تھی۔ اب دو گھنٹہ نیند آجاتی ہے۔ پہلے کھانے کو دل نہیں کرتا تھا اگر کھا لیتا تو ہضم نہیں ہوتا تھا۔ اب بھوک بھی لگتی ہے اور بخنی اور ایک دو کپ چائے پی لیتا ہے۔ طبیب کہے یا نہ کہے مریض کو پتہ چلتا ہے کہ طبیعت رو بصحت ہے یا نہیں۔ روحانی امراض میں بھی محاسبہ کیا کیجئے کہ جب اللہ اللہ نہیں بکھا تھا۔ تو کیا حالت تھی اور اب کیا حالت ہے مثلاً پہلے اگر بدی سے محبت تھی اور نیکوں سے نفرت تھی۔ اور اب بدی سے نفرت اور نیکوں سے محبت ہے تو سمجھئے کہ روحانی صحت رو باصلاح ہے۔ پہلے تخلیہ میں بیٹھنا شاق آرتا تھا۔ اب تنہائی میں لذت آتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی نہ آئے۔ اگر آئے تو دل چاہتا

ہے کہ جلدی اٹھ کر چلا جائے۔ شرافت کی وجہ سے زبان سے نہیں کہتے مگر دل یہی چاہتا ہے۔ کہ جلدی چلا جائے تقسیم سے پہلے بعض لوگ امرتسر بیٹیا کھی اور میلہ مویشیاں دیکھنے جایا کرتے تھے۔ اب بھی دور دور لوگ میلے دیکھنے جاتے ہیں۔ بعض رندوں کا حجرا دیکھنے کے لئے جاتے ہیں۔ اب اگر سیلوں کا شوق نہیں رہا اور اللہ اللہ کرنے والی جماعت میں شامل ہونے کا شوق ہے۔ تو سمجھئے روحانی صحت بحال ہو رہی ہے پہلے حلال حرام کی تمیز نہ تھی۔ اب احساس پیدا ہو گیا ہے۔ مشتبہ مال کھایا اور نماز میں لذت نہ آئی تو پتہ چلتا ہے کہ یہ مشتبہ مال کا اثر ہے۔

نفس کو غلامت کرنے کے لئے ایک سائن بورڈ بنا لیجئے۔ اس میں تمام وہ گناہ درج ہوں جو عمر بھر میں کئے تھے۔ نفس کو سبھایا کیجئے کہ اگر پترے یہ گناہ لوگوں کو معلوم ہو جائیں تو کوئی پترے منہ پر تھوکتا بھی پسند نہ کرتے۔ اب تو بڑا پاکیزہ بنتا ہے۔ میں نے بھی یہ سائن بورڈ بنا رکھا ہے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کی سنت

ہے۔ وہ اپنی لغزشوں کو معافی ملنے کے بعد بھی فراموش نہیں فرماتے۔

آدم سے بہشت میں ایک درخت کا پھل کھانے سے جو غلطی ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی معافی بھی دے دی۔ قرآن مجید میں اس کے متعلق اعلان ہے۔

فَلَقَىٰ آدَمَ مِنْ رَبِّهِ
بِكَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ
رسوۃ البقرہ رکوع ۲۔ پ ۱
ادھر آدم نے اپنے رب سے
چند کلمات حاصل کئے۔ پھر
اس کی توبہ قبول فرمائی۔

لیکن پھر بھی قیامت کے دن وہ اس غلطی کو یاد کر کے بارگاہ الہی میں حاضر ہو کر شفاعت کبریٰ کرنے سے انکار فرمائیں گے۔ اسی طرح نوح بھی نافرمان بیٹے کے متعلق اپنی درخواست کو یاد کر کے بارگاہ الہی میں حاضر ہونے سے انکار فرمائیں گے۔ حالانکہ وہ لغزش معاف ہو چکی ہے۔ اس طرح عجب۔ کبر۔ حسد وغیرہ روحانی امراض سے شفا یابی ہو جائے گی۔ ہر نیکی کو اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھنے کی توفیق ہے تو سمجھنے میں عجب نکل گیا ہے جو محاسبہ کرتا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی اصلاح بھی ہو جاتی

ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نام سے۔ اللہ والوں سے اور
 اللہ اللہ کرنے والی جماعت سے محبت ہے۔ تو سمجھئے
 اصلاح باطن ہو رہی ہے

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنا محاسبہ کرنے اور
 دنیا سے خالق اور مخلوق دونوں سے تعلق درست
 کر کے جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۵۷ء

قرآن مجید سے مستفید ہونے کے لئے

خوف خدا کی ضرورت ہے

میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ ہم یہاں
 اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔
 اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ ہماری یہ عرض پوری
 فرمادے۔ آمین یا الہ العالمین۔ ہم اس کے احکام پر
 عمل کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے

اور آپ کو ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔
 آمین یا الہ العالمین۔ ہمیں پھسلنے سے بچائے۔ آمین یا
 الہ العالمین۔ کئی اللہ تعالیٰ کے بندے کے نام تو اسلام کا
 لیتے ہیں۔ لیکن راہ راست سے ہٹکے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
 ان کو سیدھے راستے کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائے
 آمین یا الہ العالمین۔ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔

وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا
 لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۗ وَسُوْرَةُ
 الْعنْكَبُوْتِ رُكُوْعٌ مِّنْ پارہ ۱۲۱
 اور جنہوں نے ہمارے لئے
 کوشش کی ہم انہیں ضرور
 اپنی راہیں سمجھا دیں گے

یہ اعلان باری تعالیٰ صاف ظاہر کرتا ہے۔ کہ جو
 لوگ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں اللہ تعالیٰ
 ان کی ضرور ضرور رہنمائی فرماتے ہیں۔ اس آیت میں ضروراً
 کلمہ یہ ہے لَنَهْدِيَنَّهُمْ رُكُوْعٌ مِّنْ پارہ ۱۲۱ ان کی رہنمائی
 فرمائیں گے۔

یہاں جمع ہونے میں ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ
 اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا کا پروگرام قرآن مجید کی شکل
 میں نازل فرمایا ہے۔ اس پروگرام یعنی قرآن مجید پر

عمل وہم وگمان کی بنا پر نہ ہو بلکہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہو۔
 مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر پورا بھروسہ
 ہے کہ میرے احباب نے اس پروگرام پر عمل کرنے کے
 لئے جتنا قدم اٹھایا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی ان
 کو اس طرف رہنمائی فرمائی ہوگی۔ جو اللہ تعالیٰ کے
 دروازے پر نہیں آتے۔ وہ نام تو اسلام کا لیتے ہیں
 مگر عام طور پر ان کو واہ واہ اور نام و نمود پیش نظر
 ہوتا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ راضی
 اس سے سب راضی۔ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض۔ اس
 سے سب ناراض۔ اس کی تفصیل حدیث شریف میں
 آئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
 سے روایت ہے کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
 خداوند تعالیٰ جب کسی بندہ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ
 قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
 اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
 اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا

دَعَا جِبْرِيْلَ فَقَالَ اِنِّي
 اُحِبُّ فُلَانًا فَاَجِبْنِي قَالَ
 فَيُجِبُّهُ جِبْرِيْلُ ثُمَّ يَنَادِي
 فِي السَّمَاءِ فَيَقُوْلُ اِنَّ
 اللّٰهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَاَجِبُوْهُ
 فَيُجِبُّهُ اَهْلُ السَّمَاءِ ثُمَّ
 يُوَضِّعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي
 الرُّمُوضِ وَاِذَا اَبْغَضَ
 عَبْدًا اَدْعَا جِبْرِيْلَ فَيَقُوْلُ
 اِنِّي اُبْغِضُ فُلَانًا فَاَبْغِضُوْهُ
 قَالَ فَيُبْغِضُوْهُ جِبْرِيْلُ
 ثُمَّ يَنَادِي فِي اَهْلِ السَّمَاءِ
 اِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلَانًا
 فَاَبْغِضُوْهُ قَالَ فَيُبْغِضُوْنَهُ
 ثُمَّ يُوَضِّعُ لَهُ الْبُغْضَاءَ
 فِي الْاَسْرَافِ رَدِّهِ اسْمُ سَاوَاةٍ

سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل
 کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں
 بندے سے محبت رکھتا ہوں۔
 تو بھی اس سے محبت کر پھر
 جبرائیل بھی اس سے محبت کرنے
 لگتے ہیں اور آسمان میں اعلان کر
 دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں
 بندہ سے محبت رکھتا ہے۔ تم
 بھی اس سے محبت کرو۔ اور
 آسمان واسے بھی اس سے محبت
 کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس بندہ
 کے لئے زمین میں بھی قبولیت
 رکھی جاتی ہے اور خداوند تعالیٰ
 جب کسی بندہ سے بغض رکھتا ہے
 تو جبرائیل کو بلا کر کہتا ہے کہ
 میں فلاں بندہ سے بغض رکھتا

ہوں۔ تو بھی اس سے بغض رکھ کر جبرائیل بھی اس سے بغض

رکھتے اور آسمان میں اعلان کر دیتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ فلاں
شخص سے بغض رکھتا ہے تم بھی اس سے بغض رکھو
اور آسمان و اٹنے بھی اس سے بغض رکھتے ہیں۔ اور پھر
اس کے لئے زمین میں بھی بغض رکھا جاتا ہے۔

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔
”قرآن سے مستفید ہونے کے لئے خوف خدا کی ضرورت ہے“
نے یہ مضمون قرآن مجید کی اس آیت سے لیا ہے۔

فَذَكِّرْ بِالْقُرْآنِ مَنْ
يَخَافُ وَعَبِدِ سُورَةُ ق
رکوع ۲۶ (۲۶)
دیکھو آپ قرآن سے اس کیفیت
کیجئے جو میرے خوف سے ڈرتا
ہو

دنیا میں تعمیل احکامِ محبت یا خوف کی بنا پر کی جاتی
ہے۔ ماں محبت کی بنا پر بچے کے ہر حکم کی تعمیل کرتی ہے
بچہ جو چیز مانگتا ہے۔ ماں اس کو عیا کر کے دینے کی
کوشش کرتی ہے۔ کبھی آپ نے یہ تماشا بھی دیکھا ہوگا
کہ بچہ اماں اماں کہتا جاتا ہے۔ اور ماں جی جی کہتی رہتی
ہے اور یہ تماشا بعض اوقات پندرہ بیس منٹ تک ہوتا
رہتا ہے۔ ماں یہ نہیں کہتی کہ کیوں دماغ کھا رہے ہو

یہ عجتہ کا تقاضا ہے جس کو ماں پورا کرتی ہے اللہ تعالیٰ کے بعض ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو محبوب سمجھ کر اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ یہ انبیاء علیہم السلام اور اونچے درجے کے اولیاء کرام ہوتے ہیں۔ بعض اولیاء کرام فرماتے ہیں کہ اے اللہ ہمیں نہ دوزخ کا ڈر ہے اور نہ جنت کی طمع ہے ہمیں تو تیری رضا مطلوب ہے تو جہاں رکھے ہم راضی ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ میں ڈال دے۔ یہ عجتہ کی بنا پر ہوتا ہے۔ عامۃ الناس خوف سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔ وہی طور پر احکام الہی کی تعمیل کی توفیق مل جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہے۔ ورنہ کسباً یہ ملکہ پیدا کرانا پڑتا ہے۔ اللہ کے پاک نام کی برکت سے دنیا کی واہ واہ کا خیال دل سے نکل جاتا ہے اس کے لئے صحبت کی ضرورت ہے اور اولیاء کرام کا شجرہ اسی لئے ہوتا ہے۔ سندھ میں ایک بزرگ تھے۔ اس وقت میری عمر ۱۱ سال کی تھی اور ان کی ۷۰ سال کی۔ بعد میں جب میں نے ان کے حالات

سنے تو معلوم ہوا کہ اولیاء کرام میں سے تھے۔ ان کے ایک خادم کے ذمہ ایک ہندو کا قرضہ تھا اس نے ان سے سفارش کے لئے عرض کی یہ بزرگ ہندو کے پاس تشریف لے گئے اور سفارش فرمائی۔ مگر ہندو نہ مانا۔ اس سے ان کو تکلیف ہوئی۔ انہوں نے کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے نہیں کھایا تو جماعت نے بھی نہیں کھایا سب نے نہیں کھایا تو سواری کے گھوڑوں نے چارہ نہیں کھایا پھر جب راضی نامہ ہوا تو شیخ نے کھایا تو سب جماعت نے کھایا۔ پھر گھوڑوں نے بھی چارہ کھایا۔ یہ ہے صحبت کا اثر۔ میرے حضرت امرونیؒ کے سندھ میں چار خلیفہ تھے ان میں سے تین انتقال فرما گئے ہیں۔ ایک اعلیٰ حضرت ہالی بھی والے زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے آمین یا الہ العالمین۔ حضرتؒ کا عکس سب سے زیادہ حضرت مولانا عبدالعزیزؒ پر تھا۔ وہ یہاں بھی تشریف لائے تھے اور آپ میں سے اکثر احباب نے ان کی زیارت بھی کی ہوگی۔ ان کو حضرتؒ سے عشق تھا۔ ساری عمر گھوڑا چھوڑ کر حضرتؒ ہی کی خدمت میں رہے۔ کبھی کبھی چند

دن کے لئے گھر جاتے اور پھر حضرتؑ کی خدمت میں
 واپس آجاتے انہوں نے ایک دفعہ مجھ سے ایک واقعہ
 بیان فرمایا کہ وہ اور حضرتؑ گھوڑیوں پر رات کے وقت
 سفر کر رہے تھے وہ ادب کے خیال سے حضرتؑ سے
 آگے گھوڑی نہیں بڑھاتے تھے جب صبح صادق کا وقت
 قریب آیا تو میں نے اپنی گھوڑی کو حضرتؑ کی گھوڑی
 سے تیز چلایا تا کہ صبح کی نماز پانی پر پہنچ کر پڑھیں
 جب میری گھوڑی حضرتؑ کی گھوڑی سے زیادہ دور
 نکل جاتی تو دونوں ہنکتیں۔ حضرتؑ نے یہ دیکھ کر
 فرمایا عید العزیز تمہیں پتہ ہے کیا ہو رہا ہے۔ پھر خود
 ہی فرمایا کہ دونوں سواروں کے آپس کے تعلق کا عکس
 گھوڑیوں پر بھی پڑ رہا ہے اور وہ بھی ایک دوسرے
 کی جدائی کو برداشت نہیں کرتیں۔ اہل اللہ کی صحبت
 کا یہ اثر ہوتا ہے کہ بے ساختہ طبائع میں انس پیدا
 ہو جاتا ہے اور شیخ کی طرح طالب بھی طیب خاطر سے
 متبع شریعت ہو جاتا ہے۔

خوف خدا ہو تو شریعت کا اتباع کرنا آسان ہو جاتا

ہے۔ سورۃ الانعام رکوع ۱۱ کی ایک آیت سے اس
مضمون کی تائید ہوتی ہے۔

وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ
أَنْ يُحْشَرُوا إِلَىٰ مَكْرِهِمْ
لَيْسَ لَهُمْ مِنْ دُونِهِ
وَالِيٌّ وَلَا شَفِيعٌ لَّهُمْ
يَتَّقُونَ

اور اس قرآن کے ذریعہ سے
ان لوگوں کو ڈرا جنہیں اس کا
ڈر ہے کہ وہ اپنے رب کے
سامنے جنت کئے جائیں گے۔ اس
طرح پر کہ اللہ کے سوا ان کا
کوئی مددگار اور سفارش کرنے والا نہ
ہوگا۔ تاکہ وہ پرہیزگار ہو جائیں۔

دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ
وَهَيَّ النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ
فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ
(سورۃ الزمر رکوع ۲۔ پتہ)

اور لیکن جو اپنے رب کے
سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا
رہتا اور اس نے اپنے نفس کو
پوری خواہشوں سے روکا۔ سو

پیشک اس کا ٹھکانہ بہشت ہی ہے۔

تو خوف خدا سے ایمان اور ایمان سے اسلام پیدا ہوتا
ہے۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اسلام کی ماں ایمان ہے۔ اور

ایمان کی ماں خوفِ خدا ہے۔

اللہ والوں کی صحبت میں حرمیں مری جاتی ہیں۔ صحبت نصیب نہ ہو تو سب کچھ ریا کے لئے کرتے ہیں۔ ریا شرک ہے۔ گھوٹ کر کوئی نہیں پلاتا۔ صحبت میں آہستہ آہستہ رنگ چڑھ جاتا ہے بعض کپڑے ایک دفعہ دھونے سے صاف ہو جاتے ہیں۔ بعض کو کئی بار بھی چڑھانا پڑتا ہے۔ پھر صاف ہوتے ہیں۔ اسی طرح طالب کی اپنی استعداد باطنی کے مطابق صحبت کی مدت ہوتی ہے۔ کابل بعض کو پانچ منٹ حجرہ میں بیٹھا کر حجاز بنا دیتے ہیں۔ بعض کو کچھ دنوں بعد اور بعض کو برسوں کی مدت میں بھی کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو ایسا خوف عطا فرمائے کہ کوئی قدم بھی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف اٹھنے نہ پائے۔ اور خوفِ خدا کی برکت سے ہر طرح کی نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین

۱۵ جمادی الاخریٰ ۱۳۶۶ھ مطابق مارچ ۱۹۵۶ء

صحت جسمانی کی طرح صحت روحانی کا

بگڑنا اور سنبھلنا مرتے دم تک رہتا ہے

آج کی معروضات کا عنوان ہے صحت جسمانی کی طرح صحت روحانی کا بگڑنا اور سنبھلنا۔ مرتے دم تک رہتا ہے۔ آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ شاید ہی کوئی ایسا شخص ہو جس کو کوئی عارضہ نہ ہو۔ کسی کو نزلہ کی شکایت ہے۔ کسی کو زکام ہے۔ کسی کے سر میں درد ہے کسی کو بخار۔ اور کسی کو پیٹ میں درد کی شکایت ہے۔ غرض یہ کہ ہر شخص کو کوئی نہ کوئی عارضہ لگا رہتا ہے گویا صحت جسمانی بگڑتی اور سنبھلتی رہتی ہے ایک حدیث میں اس کا ذکر آتا ہے۔

رائس سے روایت ہے۔ کہا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ سب انسان۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَشَرٍ

أَدَمَ خَطِيئًا وَخَيْرَ الْخَطَايَا

النَّوَابِغِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ

مَاجَهٍ وَدَارِمِي

انبیاء علیہ السلام اس سے مستثنیٰ

ہیں، خطا کار ہیں اور اچھے خطا کار

وہ ہیں جو (گناہ کے بعد) توبہ

کرتے ہو

اور مستثنیٰ۔

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ

قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا

أَصْرٌ مِنْ أَسْتَفْسَرَ وَإِنْ

عَادَ فِي الْيَوْمِ سَبْعِينَ مَرَّةً

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَابْنُ دَاوُدَ

حضرت ابو بکر صدیقؓ سے

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے

بخشش مانگی۔ اس نے (گناہ پر)

اعرار نہیں کیا۔ اگرچہ وہ ایک

دن میں ستر دفعہ اس گناہ کو کرے

اللہ تعالیٰ اپنے پرستار بندوں کی صفات میں سے

ایک صفت یہ بھی بیان فرماتے ہیں۔

اور اپنے کئے پر وہ اڑتے

نہیں اور وہ جانتے ہیں۔

وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَى مَا

فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کا یہ منشاء نہیں ہے کہ انسان سے گناہ سرزد ہی نہ ہوں

بلکہ ان کا منشاء ہے کہ اگر گناہ ہو جائے تو یہ اس پر ضد نہ کرے اور فوراً توبہ کر کے اپنا معاملہ اللہ تعالیٰ سے صاف کرے۔

توبہ کی قبولیت کے لئے تین شرطیں ہیں۔ ۱۔ جو گناہ ہو چکا اس پر ندامت اور پشیمانی۔ ۲۔ آئندہ اس گناہ کے نہ کرنے کا مصمم ارادہ۔ ۳۔ اس گناہ سے فوری دستبرداری۔

اگر ایک شخص دن میں ستر مرتبہ ان شرائط کو پورا کر کے توبہ کرے گا۔ تو ہر بار اس کی توبہ قبول ہو جائیگی اور ہر دفعہ اس کا گناہ معاف ہو جائے گا۔ مثلاً ایک شخص اس کے پاس آیا۔ اور اس نے کسی دوسرے شخص کی غیبت کی۔ اس نے بھی اس کے متعلق کچھ کہہ دیا۔ اس کے چلے جانے کے بعد طبیعت میں ندامت ہوئی کہ خواہ مخواہ نامہ اعمال سیاہ کیا تھوڑی دیر بعد دوسرا شخص آگیا اور اس نے کسی اور کا گلہ شکوہ شروع کر دیا۔ اس نے بھی ہاں میں ہاں ملا دی۔ اس کے جانے کے بعد پھر ندامت ہوئی

اس طرح اگر انسان ایک دن میں ستر مرتبہ بھی
 غلطی کرتا رہے اور توبہ کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ
 اس کو معاف فرماتے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے غیبت کے متعلق دریافت
 کیا کہ اگر وہ عیب اس شخص میں موجود ہو تو
 بھی غیبت ہے۔ آپ نے فرمایا تبھی تو غیبت ہے
 اگر وہ عیب اس میں نہ ہو تو یہ اس پر بہتان ہے
 روحانی صحت کے بگڑنے کے یہ معنی ہیں۔ کہ
 گناہ ہوا اور خدا کو ناراض کر بیٹھے۔ سنبھلنے کے
 یہ معنی ہیں کہ گناہ کا احساس ہوا اور توبہ کرنی
 اس طرح اللہ تعالیٰ کو پھر راضی کر لیا۔ اس دور
 میں جس میں ہم جا رہے ہیں۔ شاید ہی کسی کی
 جسمانی صحت درست ہو۔ بددیانتی عام ہے۔ ہر
 چیز میں کھوٹ ملایا جاتا ہے۔ پرسوں ہی اخبار میں
 آیا تھا۔ کہ باغبانپورہ میں دو شخص بکڑے گئے۔
 جو دودھ پتھری پیس کر آئے ہیں ملا رہے تھے۔
 آٹا خالص نہیں ملتا۔ دودھ خالص نہیں ملتا۔ مریج ہلدی

نمک وغیرہ کوئی چیز خالص نہیں ملتی۔ جب خوردونوش
 کی چیزوں میں ایٹینیں اور پتھر ملائی جائیں گی تو اس کا
 نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ شاید ہی کسی شخص کی جسمانی
 صحت درست ہو۔ چہ چہ پر حکیموں اور ڈاکٹروں
 کی دکانیں اس مسجد کے پاس ہی ایک طرف حکیم ظفر احمد
 صاحب ہیں تو ان کے ساتھ ڈاکٹر ظفر الحق صاحب ہیں
 دوسری طرف حکیم محمد احمد صاحب ہیں۔ تو پاس ہی
 ڈاکٹر اکرام الدین صاحب ہیں۔ اسی طرح صحت روحانی
 بھی شائد ہی کسی کی درست ہو۔ اس کا سبب یہی
 بدویاتتی ہے۔ حرام کھانے سے اول تو عبادت کی
 توفیق سلب ہو جاتی ہے۔ اگر کرے گا تو قبول نہ
 ہوگی۔ میں کہا کرتا ہوں کہ اگر پیالہ میں گٹا منہ ڈال
 دے اور اس میں آپ کسی مسلمان کو دودھ ڈال
 کر دیں۔ اگر اس کو اس کا پتہ ہے۔ تو وہ ہرگز
 نہ پیئے گا۔ ظرف پلید ہو اور مظروف پاک تو آپ
 قبول نہیں کرتے دودھ مظروف ہے اور وہ پاک
 ہے۔ پیالہ ظرف ہے اور وہ ناپاک ہے۔ اللہ تعالیٰ

حرام خوردگی دعا کو کس طرح قبول فرمائے دعا کے کلمات تو پاک ہیں۔ مگر جس طرف (زبان) سے ادا ہو رہے ہیں۔ وہ ناپاک ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ دعا قبول نہیں فرماتے اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ ہو۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ نہیں قبول کرتا مگر

پاک چیز کو

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ طَيِّبٌ

لَا يَقْبَلُ إِلَّا طَيِّبًا (الحديث)

ردہ مسلم

صحت روحانی گناہوں سے بگڑتی ہے۔ اطباء یونان

جب اپنی ادویات کی فہرست شائع کرتے ہیں۔ تو اس

کے ٹائٹل پیج پر لکھا کرتے ہیں لِجَلِّ دَاءِ دَوَاءُ رُہر

مرض کی دوا (موجود) ہے، جس طرح امراض جسمانی میں

موت کے سوا ہر مرض کا علاج ہے۔ اسی طرح صحت

روحانی بگڑ جائے۔ تو اس کا بھی علاج ہے۔ بشرطیکہ مسخ

نہ ہو گیا ہو۔ مسخ ہونا یہ روحانی موت ہے جسمانی امراض

کے معالج اطبا اور ایم بی بی ایس ڈاکٹر ہیں۔ روحانی
 امراض کے معالج اولیاء کرام ہوتے ہیں۔ بادشاہوں کے
 ساتھ ہر وقت ڈاکٹر رہتے ہیں۔ بڑے آدمیوں کے فیملی
 ڈاکٹر ہوتے ہیں۔ وہ ہر چیز اس کے مشورہ سے کھاتے
 ہیں اس لئے ان کی جسمانی صحت ٹھیک رہتی ہے اسی
 طرح شیخ کامل کی صحبت میں روحانی صحت کے بگاڑ کا
 پتہ چلتا ہے۔ میرے دادا پیر اور آپ کے پڑدادا پیر حافظ
 محمد صدیقی صاحب پھر چونڈی شریف کے ہاں دنیا داروں
 اور تربیت یافتہ جماعت کے نذرانے علیحدہ رکھے جاتے
 تھے۔ تربیت یافتہ کے نذرانے تھوڑے ہوتے تھے۔ یہ
 اللہ اللہ کرنے والی جماعت کو کھلاتے تھے۔ ان کو جو
 کچھ کھانے کو ملتا تھا۔ اس کو وہ تارے پلاؤ کھا کرتے
 تھے۔ یعنی بھات۔ وہ اتنا پتلا ہوتا تھا کہ رات کو اس
 میں سے ستارے نظر آتے تھے۔ دنیا داروں کے نذرانے الگ
 جمع رہتے تھے۔ ان کو اس میں سے کھلاتے تھے۔ ان کو
 چاولوں پر شکر اور گھی ڈال کر بھی دیا جاتا تھا۔ لانگری
 کو حکم تھا کہ انگلیوں کو اگر کھانڈ لگی ہوئی ہو۔ تو وہ

اُن کو دھو ڈالے۔ چاٹنے کی اجازت نہ تھی۔ جماعت کے کسی آدمی کو ان کا بچا ہوا کھانا کھانے کی اجازت نہ تھی۔ وہ بھنگیوں کو دیا جاتا تھا۔ حضرت دین پوریؒ کے ماں بھی یہی حال تھا۔ دس سیر چاول میں ایک من پانی ڈالا جاتا تھا۔ وہ بھی صرف ایک پیالہ ملتا تھا۔ ایک پیالا پینے کے دو تین گھنٹہ بعد پیشاب آیا اور طبیعت بالکل صاف ہو گئی۔ اٹھ کر تہجد شروع کر دی۔

شیخ کامل روحانی ڈاکٹر ہوتا ہے۔ روحانیت میں بھی قبض اور بسط ہوتی ہے۔ شیخ کامل کے سامنے آنے سے ہی بعض اوقات قبض دور ہو جاتی ہے۔ اور طبیعت میں انشراح پیدا ہو جاتا ہے۔ قبض یہ ہے کہ عبادت میں لذت نہیں رہتی۔ جب یہ حالت دور ہو جائے۔ اور عبادت میں لذت آنے لگے تو اس کو بسط کہتے ہیں۔ صحت روحانی کے بگڑنے کے کئی سبب ہوتے ہیں۔ مثلاً حرام کھانا۔ کسی پر بیجا تشدد اور ظلم وغیرہ۔ شیخ کامل امراض روحانی کی تشخیص بھی کرتے ہیں۔ اور وہ

بگڑی ہوئی روحانی صحت کو درست کرنے کا طریقہ یہی
بتلاتے ہیں۔

میرے پاس بعض احباب اپنی خصوصی تربیت کے
لئے آتے ہیں۔ ان کو میں بازار کا گھی۔ گوشت اور
گوچروں کا دودھ چھڑوا دیا کرتا ہوں۔ بلکہ ان کو کہا
کرتا ہوں کہ ہر وقت با وضو رہو اور روٹی خود پکا کر
کھاؤ۔ آٹا میں لا دوں گا ایک دفعہ ایک مولوی صاحب
رمضان شریف میں آئے تھے۔ میں نے ان کو ایک شہد
کی بوتل دے دی اور کہا کہ اس سے ہی روٹی کھائے
انہوں نے سارا رمضان اسی سے روٹی کھائی۔ ایک دن
میرا دل چاہا کہ آج ان کو خر بوزہ کھلائیں۔ میں خود
خر بوزہ لینے کے لئے بازار گیا۔ اکثر دکانوں پر خر بوزے
گندے تھے۔ آپ گندے ان کو کہتے ہیں جو بنظر گلے
سڑے ہوں۔ میں ان کو گندہ کہتا ہوں۔ جو روحانی لحاظ
سے گلے سڑے ہوں۔ بالآخر ایک دکان سے ایک خر بوزہ
مل گیا جو میں نے لا کر ان کو دے دیا۔ بدویا ہتی ہے۔
حرام خوری اور ظلم و تشدد کے باعث بنے دینی عام ہے۔

روحانی صحت بگڑ جائے تو توبہ کرنے سے سنبھل جاتی ہے۔ اس کے متعلق حضور فرماتے ہیں۔

عن بلال بن یسار
بن زیدؓ مولی النبی
صلی اللہ علیہ وسلم
قال حدثنی ابی عن جدی
انہ سمع رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یقول من
قال استغفر اللہ الذی لا
إلہ الا هو الحی القیوم
وأتوب إلیہ غفر لہ وان
کان قد فر من الزحف

بلال بن یسار بن زیدؓ کہتے ہیں کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے اور ان سے بیان کیا ان کے والد نے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحی القیوم و اتوب الیہ کے بخش دیئے جاتے ہیں اس کے گناہ اگرچہ وہ بھاگا ہو جہاد

رواہ الترمذی و ابوداؤد

حضور کو روحانی صحت کے بگڑنے کا علم تھا۔ اس لئے اس حدیث میں اس کا علاج بیان فرما دیا۔ دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو۔

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت

عن عبد اللہ ابن

مسعود قال قال رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 التائب من الذنب کمن
 لا ذنب له رواہ ابن ماجہ
 والبیہقی فی شعب الایمان

ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ سے
 توبہ کرنے والا شخص ایسا پاک و
 صاف ہو جاتا ہے۔ جیسا کبھی اس
 نے گناہ ہی نہیں کیا،

جس پر ہر وقت ڈاکٹر مسلط ہو اس کی جسمانی صحت
 عموماً نہیں بگڑتی۔ روحانی صحت میں بھی یہی ہوتا ہے۔
 جو شیخ کامل کی صحبت میں رہتے ہیں۔ جو وہ کھائیں
 وہ کھائیں۔ جن چیزوں سے منع کریں ان سے پرہیز کریں
 ان کی روحانی صحت نہیں بگڑتی۔ حضرت دین پوریؒ کے
 بعض خدام ان سے دور نہیں جاتے تھے۔ کیونکہ دور
 جانے سے ان کی روحانی صحت بگڑ جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی روحانی صحت کے
 درست رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اگر کبھی بگڑ
 جائے تو توبہ و استغفار سے اس کو بحال کرنے کی توفیق
 عطا فرمائے۔ گناہوں پر اصرار سے بچائے۔ آمین یا اللہ العزیز

۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۴ جنوری ۱۹۵۶ء

امراض روحانی کا علاج

میں ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ اس اجتماع کا مقصد یہ ہے۔ کہ میں اجباب کو ان کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاؤں۔ طالب اور شیخ دونوں کے ذمہ کچھ فرض عائد ہوتا ہے۔ میں اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اور اس سے بکدوش ہونے کے لئے اجباب کی رہنمائی کے لئے کچھ نہ کچھ عرض کر دیا کرتا ہوں۔ یہ میرے فرائض عینیہ میں سے ہے۔ آپ کا فرض ہے کہ جو کچھ میں عرض کروں اس کو لوح دل پر لکھ کر لے جائیں اور اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ طالب۔ عقیدت ادب اور اطاعت کی تین تاروں سے شیخ کا دل سے وابستہ ہو تو اس کو فائدہ ہوتا ہے۔ ان میں سے اگر ایک تار بھی کٹ جائے تو طالب کی تربیت کا سلسلہ رُک جاتا ہے انسان دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ۱۔ روح ۲۔ جسم

دونوں کی بیماریاں الگ الگ ہیں۔ جس طرح بعض
 جسمانی بیماریاں مہلک ہوتی ہیں۔ مثلاً ٹپ وق۔ اسی
 طرح بعض روحانی بیماریاں بھی مہلک ہوتی ہیں۔
 جسمانی بیماریوں کے معالج اطباء اور ڈاکٹر اور روحانی
 بیماریوں کے معالج انبیاء علیہم ہوتے ہیں۔ ان کے
 بعد ان کے دروازے کے غلام معالج ہوتے ہیں
 عام طور پر روحانی بیماریوں کا احساس بھی نہیں
 ہوتا۔ مادی کی صحبت میں آنے کے بعد ان کا
 احساس ہوتا ہے۔ اگر ان سے شفا یاب ہو کر دنیا
 سے نہ گئے۔ تو یہ روحانی بیماریاں قبر میں بھی
 نثر پائیں گی۔ قیامت کا دن پچاس ہزار سال کا
 ہے۔ اس دن بھی یہ ساتھ ہوں گی۔ اور اس
 کے بعد جہنم میں بھی ساتھ جائیں گی۔ اگر ایمان
 بچ رہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت
 سے جہنم سے نکل کر جنت میں پہنچ جائیں گے۔
 ایسی خطرناک بیماریوں کا احساس بہت کم ہے۔
 جسمانی بیماریاں مرنے کے بعد فوراً ختم ہو جاتی ہیں

رات کو تپ دق کا مریض ماہی بے آبہ کی طرح
 تڑپ رہا تھا۔ صبح دم نکل گیا۔ مہاری تکلیف
 ختم ہو گئی۔ ان کا تو اتنا احساس ہے۔ کہ ایک منٹ
 کے لئے بھی مریض کو بلا علاج نہیں رہنے دیا
 جاتا۔ ان کے معالج بھی بے شمار ہیں۔ ہمارے
 سامنے سو قدم کے اندر اندر دو ڈاکٹر اور دو
 حکیم ہیں۔ لیکن افسوس صد افسوس روحانی امراض
 کا عام طور پر احساس تک نہیں ہے۔ ان کا
 تذکرہ تو کتاب و سنت میں آتا ہے۔ اہل علم
 حضرات مدارس عربیہ میں ان سے اس طرح
 عبور کر جاتے ہیں۔ جس طرح مسافر شیر میل
 میں رات کو راوی۔ چناب۔ جہلم۔ اٹک سب
 دریاؤں کو عبور کر جاتا ہے۔ اور پتہ بھی نہیں
 لگتا کہ کب دریا گزر گئے۔ عامۃ الناس اور انگریزی
 دانوں کو تو روحانی بیماریوں کا علم بھی نہیں ہوتا
 آج میں تین روحانی بیماریوں کا علاج عرض کرنا
 چاہتا ہوں۔ وہ تین بیماریاں یہ ہیں ۱۔ عجب۔ ۲۔ کبر۔

۱۰۔ حسد۔ ان کے علاوہ اور بہت سی بیماریاں ہیں۔ میں مبالغہ نہیں کرتا اور نہ ہی غصہ سے کہتا ہوں۔ یہ واقعہ ہے کہ یہ بیماریاں جھلک ہیں۔ مگر ان کا احساس نہیں ہے مرنے کے بعد احساس ہوگا۔

عُجْب۔ ہر نعمت خدا داد ہوتی ہے ہمارا حق نہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایک نعمت عطا فرمائی ہے۔ عُجْب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی بجائے اسے اپنی محنت کا نتیجہ سمجھا جائے۔ مثلاً ایک شخص کے لڑکے پر کیس بن گیا۔ وہ لائل پور کا رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے لڑکا بری ہو گیا۔ اگر وہ بے دین ہے۔ اور تربیت یافتہ نہیں ہے تو وہ یہی کہیگا کہ ہم نے چھ ماہ بہت دھڑ دھوپ کی لاہور کا قابل ترین پیرسٹر مقدمہ کی پیروی کے لئے کیا۔ روپیہ پانی کی طرح بہایا لائل پور اور لاہور ایک کر دیا۔ اگر دن کو لاہور میں تھے تو رات لاہور میں بسر کرتے تھے تب جا کر لڑکا بری ہوا۔ خدا کا نام بھی درمیان میں نہیں آیا یہ عُجْب ہے۔ حالانکہ سب کچھ اللہ تعالیٰ

کے فضلوں کا نتیجہ ہے۔ روپیہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
 اگر کنگال ہوتے تو کہاں سے خرچ کرتے۔ صحت بھی
 اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ اگر بیمار ہوتے تو دوڑ دھوپ
 کس طرح کرتے۔ پیرسٹر کے دماغ میں عقل کس نے
 ڈالی۔ اگر پاگل ہوتا تو کس طرح مقدمہ کی پیروی کرتا
 عجب میں شرک کی بو آتی ہے۔ یہ مہلک روحانی
 بیماری ہے۔ تربیت یافتہ ہر کامیابی کو اللہ تعالیٰ کا
 فضل بتلائے گا ہمارا کچھ بھی نہیں ہے۔ عجب کا
 علاج یہ ہے کہ اپنی محنت و سعی کو نظر انداز کر دیا
 جائے۔ اور اپنی ہر کامیابی کو اللہ تعالیٰ کا فضل
 سمجھا جائے۔ قارون مرض عجب کا مریض تھا۔

جب اس سے اس کی قوم

نے کہا۔ اتر امت۔ بے شک اللہ

اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا

اور جو کچھ تجھے اللہ سے دیا

ہے۔ اس سے آخرت کا گمراہی

کر اور اپنا حصہ دنیا میں سے

اِذْ قَالَ لَهُ قَوْمُهُ لَا

تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ

الْفَرِحِيْنَ وَاَبْتَعْ فِيمَا

اٰتٰكَ اللّٰهُ الدّٰرَ الْاٰخِرَةَ

وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ

الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَا اَحْسَنَ

اللَّهُ إِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ

فِي الْأَرْضِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ

الْمُفْسِدِينَ (سورہ القصص کوثر)

پتا

والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اللہ واسے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ

کرتے ہیں۔ مگر وہ ہے ایمان جو اب دیتا ہے۔

إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ

عِنْدِي (کہا،) یہ تو مجھے ایک ہنر

سے ملا ہے جو میرے پاس ہے

نتیجہ کیا نکلا۔

فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ

الْأَرْضَ تِلْكَ الْآيَةُ

اللہ تعالیٰ نے قارون کو

معہ اس کے خزانوں کے زمین

میں نہ جانے پائے۔

تا کہ اس کی ملعون دولت کسی بندہ خدا کے پیٹ

کبر۔ کبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو اعلیٰ اور

دوسروں کو ذلیل سمجھے ہر شخص میں یہ بیماری ہوتی ہے

الا ماشاء اللہ - عالم ہو کر اپنے آپ کو جاہل سے
 کمتر سمجھے۔ یہ رنگ اللہ والوں کی صحبت میں پیدا
 ہوتا ہے۔ ابھی چند دن ہوئے ہیں واہ فیاضی میں
 گیا تھا۔ وہاں علمائے کرام کے سامنے میں نے یہ
 بات کہی۔ وہ مان گئے کہ عالم اپنے آپ کو اعلیٰ
 اور جاہل کو اپنے سے اونے سمجھتے ہیں۔ - ہی
 کبر ہے۔

وَنَادَى فِرْعَوْنُ فِي
 قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ
 لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَذِهِ
 الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن
 تَحْتِي أَفَلَا تُبْصِرُونَ
 أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَذَا
 الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا
 يُكَادُ يُبِينُ (سورہ الزمرہ
 رکوع ۱۷)

لا اور فرعون نے اپنی قوم
 میں ندا دی کہ کہہ دیا اے
 میری قوم کیا میرے لئے مصر
 کی بادشاہت نہیں اور کیا یہ
 نہریں میرے عمل کے نیچے
 سے نہیں بہ رہی ہیں۔ پھر
 تم کیا نہیں دیکھتے۔ کیا میں
 اس سے بہتر نہیں ہوں۔ جو
 ذلیل ہے اور صاف بات

بھی نہیں کر سکتا

وہ بے ایمان موسیٰ علیہ السلام کو نعوذ باللہ
ذلیل کہتا۔ اور اپنے آپ کو ان سے بہتر سمجھتا
ہے۔ حالانکہ پچاس کروڑ فرعون بھی جمع کئے جائیں
تو موسیٰ علیہ السلام کے جوتے کے تلے کے ایک
ذره کے برابر بھی نہیں ہو سکتے موسیٰ پیغمبر خدا
ہیں۔ اس وجہ سے ان کے وجود پر خدا کی رحمت
کی بارش ہوتی ہے۔ ان کا جوتا جو ان کے
وجود سے لگا ہوا ہے اس پر بھی خدا کی
رحمت جوتے کے تلے کے ذرات پر بھی خدا کی
رحمت۔ فرعون کے تاج پر بھی لعنت اس کے
تخت پر بھی لعنت۔

اب میں مرض کبر کا علاج عرض کرتا ہوں۔ ہر شخص
کوئی نہ کوئی ایسا گناہ کرتا ہے۔ جس کو یا یہ
جانتا ہے یا خدا جانتا ہے۔ ایسے گناہوں کا
سائن بورڈ بنا لیا جائے۔ نفس کی گردن اور غرور
کو توڑنے کے لئے اس کو ڈانٹا جائے۔ کہ تو
یہ ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ستاری سے کام لے رہے

ہیں۔ کہ تیرے عیب چھپا رکھے ہیں۔ اور خوبیاں ظاہر کر دی ہیں۔ تو بڑا پاکباز بنتا ہے۔ اگر تیرے یہ گناہ لوگوں پر ظاہر ہو جائیں تو کوئی تیرے منہ پر بھی نہ تھوکے۔

اولیاء کرام کی بے شمار قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک قسم ان حضرات کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کشش کرتے ہیں۔ اور ان کا وجود عذاب الہی کو روکے رکھتا ہے۔ لاہور میں اس قسم کے اولیاء کرام نہ ہوں۔ تو لاہور بھی کوٹھ کی طرح تباہ ہو جاتا۔ اس قسم کے حضرات پبلک پلیٹ فارم پر آکر کام نہیں کرتے۔ اگر لاہوریوں کو ان کا علم ہو جائے تو یہ ان کے منہ پر نہ تھوکیں لیکن ایسے بندۂ خدا کے جوتے پر لاہور کے شرابی۔ زانی اور ڈانس کھیلنے والے قربان کر دیئے جائیں۔ تو ان کے جوتے کا حق ادا نہ ہو۔ اسی قسم کے حضرات کے لئے کسی نے کہا ہے۔

خاکسارانِ جہان را بختارت منگر تو چہ دانی کہ دریں گرو سوار باشد

تیسری روحانی بیماری کا علاج پھر کبھی عرض
 کروں گا۔ وقت ختم ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے
 اور آپ کو امراض روحانی سے شفا یاب ہو کر دنیا
 سے شفا یاب ہو کر دنیا سے جانے کی توفیق عطا
 فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین۔
 وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

